عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۵ | ۵ تا ۱۲ ذوالقعدہ ۱۴۴۷ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ اپریل ۲۰۲۶ء | شمارہ: ۱۶

اسلام خالص مذہب ہے!

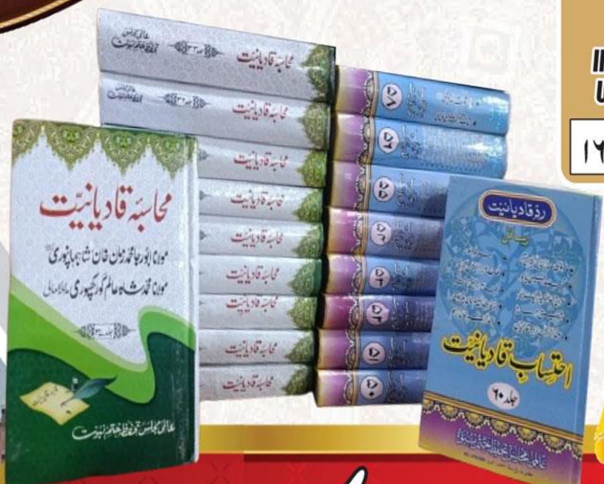

100 جلدوں پر مشتمل

ردقادیانیت کا انسائیکلوپیڈیا

فتنوں کے زمانہ میں

ایمان کی اہمیت

Website: www.khatmenubuwwat.net
www.khatm-e-nubuwwat.info

Website: www.amtkn.com
Email: editorkn@yahoo.com

شادی کے تحائف واپس لینے کا حق نہیں ہوتا

س:.... مفتی صاحب! جہیز میں دولہا کو دیا گیا موٹر سائیکل طلاق ہوجانے کی صورت میں لڑکی کے والدین واپس لینا چاہ رہے ہیں اور دوسری طرف شوہر جس نے طلاق دی ہے وہ اس بات پر مصر ہے کہ یہ مجھے تحفہ دیا گیا تھا۔ اس موٹر سائیکل کا مالک میں ہوں، میں واپس نہیں کروں گا۔ جب کہ دوسری طرف لڑکی والے موٹر سائیکل شوہر کے پاس رکھنے کے لیے بالکل تیار نہیں۔ اب اس صورت میں اس موٹر سائیکل کو کس کے حوالے کیا جائے؟

شوہر اس بات پر راضی ہے کہ اگر شریعت میں بیوی کے والدین لے سکتے ہیں یا وہ حق دار ہیں تو موٹر سائیکل کے حق سے دستبردار ہوجائے گا۔ اس مسئلہ کو فوری جواب مطلوب ہے۔ جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ج:.... صورت مسئولہ میں شادی کے موقع پر لڑکی والے جو تحفے صرف لڑکے کو دیں تو وہ لڑکے کی ملکیت ہوجاتے ہیں اسی طرح لڑکے والے جو تحفے لڑکی کو دیں وہ اس کی ملکیت ہوگئے، طلاق ہوجانے کی صورت میں کسی کو بھی دیئے گئے تحائف واپس لینے کا یا مطالبہ کرنے کا شرعاً حق نہیں ہوتا۔ اس لیے ایسا کرنا جائز نہیں۔ یہ تو شرعی مسئلہ ہوا..... لیکن مشورہ یہ ہے کہ لڑکا موٹر سائیکل واپس کردے کیونکہ انہوں نے لڑکے کو موٹر سائیکل دلوائی ہی اس لیے تھی کہ وہ ان کی بیٹی کو سہولت سے آنا لے جانا کرے جب لڑکے نے ان کی بیٹی کو ہی چھوڑ دیا تو اب اخلاقاً ان کو موٹر سائیکل بھی واپس کردینی چاہیے۔ اسی طرح لڑکی والوں کو چاہیے کہ جب وہ موٹر سائیکل کی واپسی کا مطالبہ کر رہے ہیں تو خود بھی لڑکے والوں کو ان کی قیمتی اشیاء واپس کردیں تاکہ جانبین مزید نقصان سے بچ جائیں۔

قربانی کے مسائل

س:.... اگر کسی کے پاس سونا، چاندی، نقدی یا مالِ تجارت میں سے کوئی بھی چیز نہ ہو تو کیا اس پر قربانی واجب ہوگی؟

ج:.... قربانی ہر اُس شخص پر واجب ہے جس کے پاس ضرورت سے زائد کوئی بھی ایسی چیز یا چیزیں موجود ہوں کہ جن کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کے بقدر ہو۔ ایسا شخص قربانی کے وجوب کے لئے صاحبِ نصاب ہے۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ ضرورت سے زائد کا مطلب یہ ہے کہ پورے سال میں ایک بار بھی ان اشیاء کو استعمال کرنے کا موقع میسر نہ آئے۔

س:.... اگر کوئی صاحبِ نصاب نہیں ہے لیکن قربانی کے تین دنوں میں اس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کے بقدر کوئی مال آجائے۔ مثلاً سونا، چاندی، نقدی، یا مالِ تجارت یا ضرورت سے زائد کوئی سامان خرید کر رکھ لے تو کیا اس پر قربانی واجب ہوگی؟

ج:.... جی ہاں! قربانی کے تین دنوں میں اگر کوئی قربانی کے اعتبار سے صاحبِ نصاب بن جائے تو اس پر بھی قربانی کرنا واجب ہوجاتا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

جلد:۴۵ ۵ تا ۱۲/ذوالقعدہ ۱۴۴۷ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰/اپریل ۲۰۲۶ء شمارہ:۱۶

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا سائیں عبدالمجید قریشی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا حافظ محمد ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرمؔ، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

ردِّ قادیانیت کا انسائیکلو پیڈیا	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
اسلام خالص مذہب ہے	۷	مولانا محمد عاصم کمال الاعظمی
فتنوں کے زمانہ میں ایمان کی اہمیت	۱۰	مولانا عطاء الرحمٰن دہلوی
حضرت بنوریؒ کا مشرقی افریقا کا سفر (۲)	۱۵	ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
فرضیتِ حج (۲)	۱۹	مولانا قاری سعید احمدؒ
تحریک ختم نبوت... منزل بہ منزل (۱۶)	۲۲	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
معاہدے پر پابند رہنے کا حکم	۲۶	حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ

زرِتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقی وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط: ۱۶۴ فصل:....۸ھ کے واقعات

۵۹:....اسی سال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنجی عثمانؓ کو واپس کردی تو عثمان اور ان کی والدہ نے فوراً اسلام قبول کرلیا، یہ ایک قول ہے، لیکن جمہور کا قول یہ ہے کہ حضرت عثمان بن ابی طلحہؓ فتحِ مکہ سے سات ماہ پیشتر صفر ۸ھ میں اسلام لا چکے تھے، جیسا کہ اسی فصل میں پہلے گزر چکا ہے۔

۶۰:....اسی سال فتحِ مکہ کے ایام میں عثمان بن ابی طلحہ کے چچازاد بھائی شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ العبدری الحجبی اسلام لائے، بعض کا کہنا ہے کہ وہ حنین میں اسلام لائے، اور ان دونوں اقوال میں تطبیق کی صورت یہ ذکر کی گئی ہے کہ وہ اسلام تو فتحِ مکہ کے موقع پر لائے تھے، مگر ان کی پختگی جنگِ حنین کے بعد پیدا ہوئی۔

۶۱:....اسی سال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلیدِ کعبہ حضرت عثمانؓ بن طلحہ بن ابی طلحہ کو واپس کی تو ان کی وفات تک ان ہی کی تحویل میں رہی، اور وفات سے قبل انہوں نے اپنے چچازاد بھائی شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ کے سپرد کردی، چنانچہ وہ اب تک شیبہ کی اولاد کی تحویل میں ہے۔

۶۲:....اسی سال فتحِ مکہ کے ایام میں حیی (بصیغۂ تصغیر، دو یائے تحتانی کے ساتھ) بن جاریہ (جیم اور یائے تحتانی کے ساتھ) الثقفی، حلیف بنی زہرہ اسلام لائے، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۶۳:....اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمِ مبارک کے حدود اور نشانات کی تجدید کا حکم فرمایا، اور تمیم بن اسید (ہمزہ کے فتحہ یا ضمہ کے ساتھ) بن عبدالعزیٰ الخزاعی صحابی رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لئے مأمور فرمایا۔

۶۴:....اسی سال فتحِ مکہ کے سفر میں اُمہات المؤمنین میں سے حضرت اُمِّ سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں۔

۶۵:....اسی سال فتحِ مکہ کے ایام میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابوقحافہ (بضم قاف) اسلام لائے، ان کا نام عثمان بن عامر تھا، ان کی ایک صاحب زادی کا نام ''قحافہ'' تھا جس کے نام پر ان کی کنیت ''ابوقحافہ'' تھی، یہ لڑکی ان کی اولاد میں سب سے چھوٹی تھی، فتحِ مکہ کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے والد ابوقحافہ کا ہاتھ پکڑ کر لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر ابوقحافہ اسلام لائے۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا: ان بڑے میاں کو کیوں زحمت دی، ہم خود ہی وہاں حاضر ہوجاتے: مترجم)

(جاری ہے)

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

100 جلدوں پر مشتمل

ردِّ قادیانیت کا انسائیکلوپیڈیا!

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی سید الرسل وخاتم الانبیاء۔ اما بعد!

اللہ رب العزت کے فضل وکرم، احسان وتوفیق اور عنایت سے مجلس تحفظ ختم نبوت نے احتساب قادیانیت کی پہلی جلد دسمبر ۱۹۸۹ء میں شائع کی۔ اور ساٹھویں جلد دسمبر ۲۰۱۴ء میں شائع کرنے کے فریضہ سے سبکدوش ہوئے۔ اس کے بعد محاسبہ قادیانیت کی پہلی جلد کی اشاعت اگست ۲۰۱۵ء میں ہوئی، اور چالیسویں جلد فروری ۲۰۲۶ء میں اشاعت کے لیے فائنل کی۔ گویا چھتیس سال ۳ ماہ کے عرصہ میں ایک سو جلدوں پر مشتمل ردقادیانیت کا انسائیکلوپیڈیا (احتساب قادیانیت ۶۰ جلدیں، محاسبہ قادیانیت ۴۰ جلدیں۔ ۱۰۰ جلدیں) شائع کرنے کی اللہ رب العزت نے مجلس تحفظ ختم نبوت کو توفیق سے نوازا۔

احتساب قادیانیت ا تا ۶۰ جلدوں میں: کل مصنفین ۳۶۹ حضرات کے کل رسائل ۷۷۶، ساٹھ جلدوں کے مکمل صفحات کی تعداد ۳۴۵۰۰۔

محاسبہ قادیانیت ا تا ۴۰ جلدوں میں: کل مصنفین ۲۴۲ حضرات کے کل رسائل ۸۲۷، چالیس جلدوں کے مکمل صفحات کی تعداد ۲۱۱۲۰۔

☆.... احتساب ومحاسبہ کی کل جلدیں: ۱۰۰ ☆.... احتساب ومحاسبہ کی سو جلدوں کے مصنفین: ۶۱۱

☆.... احتساب ومحاسبہ کی سو جلدوں میں کل کتب ورسائل ومقالہ جات: ۱۶۰۳ ☆.... ان سو جلدوں کے صفحات کی تعداد: ۵۵۶۲۰

اللہ رب العزت نے محض اپنے فضل وکرم سے دنیا بھر کے علماء، دانشور، مناظرین کے رشحاتِ قلم کو یکجا سو جلدوں میں جمع کرنے کی توفیق سے سرفراز فرمایا۔ اس پر ہم سب کارکنان ختم نبوت کو سجدۂ شکر بجالانا چاہیے۔ یہ وہ ریکارڈ کام ہے کہ اس سے قبل اس کی مثال موجود نہ ہے۔ آئندہ کا وقت بتائے گا کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔

آج کے دن ۱۵/اپریل ۲۰۲۶ء کو جب یہ سطور لکھنے کے لیے بیٹھا تو رفیق محترم مولانا عتیق الرحمٰن سیف نے بتایا کہ احتساب قادیانیت جلد اٹھتیس میں مولانا سید عبدالجبار قادری کے دو رسائل ۔ سیف الجبار، اور حجۃ الجبار شائع ہوئے تھے۔ یہ رسائل اگست ۱۹۰۰ء میں اوّلاً شائع ہوئے تھے۔ مولانا سید عبدالجبار قادری حیدرآباد دکن کے تھے۔ مولانا انوار اللہ خان حیدرآباد دکن کے شاگرد رشید تھے۔ اب ایک سو چھبیس سال بعد ۲۰۲۶ء کو مولانا سید عبدالجبار قادری کی اولاد در اولاد میں سے بعض صاحبان ان رسائل کو شائع کرنا چاہتے ہیں، ان کو نیٹ سے معلوم ہوا کہ یہ رسائل پاکستان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی لائبریری ملتان میں اصل موجود ہیں۔ وہ اصل رسائل کا عکس چاہتے ہیں۔ تاکہ وہ شائع کرسکیں تو آج ہی ان کو دونوں رسائل کا پی، ڈی، ایف تیار کرکے حیدرآباد دکن بھجوادیا گیا۔

بہت عرصہ ہوا غالباً حجاز مقدس یا اغلباً دارالعلوم دیوبند میں حاضری کے موقع پر حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے ذکر فرمایا تھا کہ حضرت مولانا انوار اللہ خان حیدرآبادی کی مشہور عالم کتاب افادۃ الافہام دو عظیم وضخیم جلدوں میں ایک صدی قبل یہ شائع ہوئی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت دفتر

مرکزیہ ملتان نے اسے احتساب قادیانیت جلد ۲۱ میں شائع کیا۔ مولانا شاہ عالم گورکھپوری احتساب قادیانیت جلد ۲۱ دارالعلوم دیوبند سے حیدرآباد دکن لے کر مولانا انوار اللہ خان کے پڑپوتے سے ملے، یہ کتاب ہدیہ کی۔ اپنے پڑدادا کی ایک سو سال قبل کی کتاب دیکھ کر سراپا شکر گزار ہوئے۔ مارے خوشی کے ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات جاری ہوگئی۔ رُواں رُواں ان کا رب کریم کے حضور سجدہ ریز، وہ کبھی کتاب کو چومتے ہیں کبھی آنکھوں پر، کبھی سر پر اس کتاب کو رکھتے ہیں۔ ان پر فرحت وانبساط کا جو عالم تھا اس کا الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔

مولانا شاہ عالم گورکھپوری فرماتے ہیں کہ وہ بہت ممنون ہوئے۔ ان پر کتاب ملنے کی خوشی کا یہ اثر تھا کہ ان کا بیخ وبُن سراپا تشکر بنا ہوا تھا۔ گریہ، رقت، شکر، سراپا سپاس گزاری کا یہ عالم کہ مولانا شاہ عالم خود حیران تھے۔ انہیں اپنے اس ہدیہ کی اتنی پذیرائی کا یہ انداز، حیران کن اور تعجب خیز لگا۔ تھوڑا وقفہ گزرنے کے بعد اسی حیدرآبادی صاحبزادہ مولانا انوار اللہ خان کے پڑپوتا نے فرمایا کہ ہمارا پورا خاندان اس کتاب کی تلاش میں تھا۔ ہم اس کو حیدرآباد دکن سے شائع کرانا چاہتے تھے۔ اب چھپی چھپائی آپ (مولانا شاہ عالم گورکھپوری) کے ہاتھوں اسے دیکھ کر اپنے جدِّ اعلیٰ کے کام کی عنداللہ قبولیت کا یقین ہوا کہ کیسے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے اسے شائع کردیا۔ اس پر وہ بہت ہی ممنون احسان ہوئے۔ یہ صرف دو واقعات مختلف اوقات کے لیکن ایک ہی شہر کے، عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس مجموعہ میں سولہ سو تین کتابوں کے متعلق ہر کتاب ورسالہ اتنی ہی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ مجموعہ کیا تیار ہوا کہ عجائبات کا خزانہ جمع ہوگیا۔

اس مجموعہ میں شامل ہر کتاب کے حصولِ اشاعت کی ایک مستقل داستان ہے۔ اس مجموعہ میں صرف نایاب کتب کو لیا ہے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، پروفیسر الیاس برنیؒ اور دیگر مصنفین کی تصنیفات جو عام مل جاتی ہیں، ان کو شامل اشاعت نہیں کیا ورنہ تو سیٹ تین سو جلدوں پر مشتمل ہوجاتا۔ چھتیس سال کے اس مبارک سفر میں نایاب کتابوں کو دوبارہ زیور طبع سے آراستہ کرنے کے لیے زمین سے افلاک تک، ملک سے پورے جہان تک، شرق وغرب، عرب وعجم، ہند وسندھ، منوڑہ واکوڑہ، بھکر وسکھر، قلات وسوات، برصغیر ویورپ کے جو نظارے ہوئے۔ دربدر، ان کے در، کبھی ادھر، کبھی ادھر، کبھی بر پائے پشت، کبھی بعالم بالا، کبھی سیدنا یوسف کے گھر، کبھی سیدنا یعقوب کی نگری میں، پس تمام مکاتبِ فکر کی جدوجہد کو یکجا کرنا جس میں دیوبند، بریلی، لکھنو، دہلی کی تمیز نہ رہے۔ کبھی اردو، کبھی عربی، کبھی فارسی، کبھی ۸ سو صفحہ کی کتاب، کبھی دو ورقہ پمفلٹ، کبھی مصنف رنگون کا، کبھی ماریشش، کبھی جزائر کا کبھی بنگال کا کبھی گولڑہ کا، کبھی گنگوہ، کبھی تھانہ بھون کبھی رائے پور، کبھی سہارنپور، کبھی الٰہ آباد، کبھی مدراس، کبھی مصر وشام، کبھی کابل، کبھی امارات، کبھی کوئی، کبھی کوئی، کبھی مسٹر، کبھی ملّا، کبھی مناظر، کبھی شیخ الاسلام، رحمت الٰہی نے فضل باری سے ہم کو شرابور کیا، اس کی حیران کن تفصیلات کس سے، کس طرح، کس وقت، کس حالت میں کیسے بیان کی جائیں۔ کہاں کہاں سے گزر گئے۔ ہمارے حضرت مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہم اکثر یہ شعر پڑھتے ہیں:

کبھی عرش پر کبھی فرش پر، کبھی ان کے در، کبھی دربدر
غم عاشقی تیرا شکریہ، میں کہاں کہاں سے گزر گیا

آج سے ۳۶ سال قبل کے حالات کو دماغ کی اسکرین پر لانا چاہتا ہوں، الحمدللہ! وائرس تو نہیں ہے لیکن کثرت واقعات سے اسکرین شارٹ کی طرف آؤں تب بھی کتنی فائلیں بنیں گی۔ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ آج سو جلدوں کے اس؛ انسائیکلوپیڈیا احتساب قادیانیت؛ کی آخری جلد تیار ہونے کی خبر ملی ہے۔ قلم برداشتہ یہ لکھ دیا ہے۔ براہ عنایت یاد رکھیں کہ احتساب قادیانیت کی ساٹھ جلدیں تو اب نایاب ہیں ملنا ممکن نہیں۔ البتہ ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ محاسبہ قادیانیت کی چالیس جلدیں کتابی شکل میں دفتر مرکزیہ ملتان میں بھی موجود ہیں مل سکتی ہیں۔ اس کے حصول کے لیے آگے بڑھیں۔ ورنہ تو پھر نیٹ کا سہارا لینا پڑے گا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

اسلام خالص مذہب ہے

مولانا محمد عاصم کمال الاعظمی

دنیا میں جتنے مذاہب اور طریقے ہیں اور مذہب وعقیدے کے نام پر جتنی شکلیں اور رسمیں موجود ہیں یوں تو ہر مذہب کے ماننے والے اپنے مذہب کو درست کہتے ہیں اور تمام طریقوں اور رسموں کی اتباع کرنے والے اپنے طریقوں اور رسموں کو صحیح ثابت کرنے کے لیے دلیلیں دیتے ہیں لیکن درحقیقت مذہب صرف اسلام ہے، جس کو قرآن کریم نے یوں کہا ہے:

’’وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ۔‘‘ (سورۃ المومنون ۵۱۔۵۴)

ترجمہ:’’اور یقیناً یہ تمہارا دین ہے ایک (ہی) دین! اور میں تمہارا پروردگار ہوں، اس لیے مجھ سے ڈرتے رہو، پھر آپس میں انہوں نے اپنے (دین کے) معاملے کو ٹکڑے ٹکڑے کرلیا، ہر فرقہ اس (چیز) پر مگن ہے جو اس کے پاس ہے۔‘‘(سب سے آسان ترجمہ قرآن، ص:۶۴۶)

ان آیات کے تحت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

’’یعنی اصول کے اعتبار سے تمام انبیاء کا دین وملت ایک اور سب کا خدا بھی ایک ہے، جس کی نافرمانی سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیے، لیکن لوگوں نے پھوٹ ڈال کر اصل دین کو پارہ پارہ کردیا اور جدی جدی راہیں نکال لیں، اسی طرح آراء واہواء کا اتباع کرکے سینکڑوں فرقے اور مذہب بن گئے۔ اور ہر فرقہ سمجھتا ہے کہ ہم ہی حق پر ہیں اور ہماری راہ سیدھی ہے۔‘‘(ترجمہ شیخ الہندؒ، المومنون ص ۴۶۰)

لیکن اسلام کا مزاج یہ ہے کہ وہ دیگر مذاہب اور ان کے خداؤں کو برا بھلا کہنے سے منع کرتا ہے اور برأت کرتے ہوئے صاف کہتا ہے کہ: ’’لَكُمْ دِينكم ولی دین۔‘‘ (سورہ الکافرون:۲) ’’تمہارے لیے تمہارا دھرم ہے اور میرے لیے میرا مذہب!‘‘ (ایضا ۱۱۰) تفسیر عثمانی میں ہے:

’’اور جو دین قویم اللہ نے ہم کو مرحمت کیا ہے اس پر نہایت خوش ہیں تم نے اپنے لیے بدبختی کی جو روش پسند کی وہ تمہیں مبارک رہے، ہر ایک فریق کو اس کی راہ اور روش کا نتیجہ مل رہے گا۔‘‘(ترجمہ شیخ الہندؒ، ص:۸۰۶)

البتہ ایک مسلمان کے لیے یہ تاکید اور سخت حکم ہے کہ وہ یہ عقیدہ رکھے کہ اس دنیا میں اسلام جیسا صاف ستھرا اور خالص نظام کسی کے پاس نہیں ہے اور کوئی مذہب اور کوئی طریقہ نہ اسلام جیسا خوبیوں والا اور نہ اسلامی تعلیمات کی طرح انصاف اور سچائی والا ہے؛ بلکہ اس وقت پوری دنیا میں اسلام ہی ایک ایسا واضح مذہب ہے، جس میں کوئی فریب، ملاوٹ اور تردد نہیں ہے، اس کی تعلیمات دو دو چار کی طرح بالکل ظاہر اور روشن ہیں، اس کے احکامات وہدایات میں کہیں کسی قسم کا کوئی اشتباہ اور غلط بیانی نہیں ہے اور نہ ہی اس کی باتوں میں کوئی ٹکراؤ ہے اور نہ ہی فطرت اور عقل کے خلاف ہیں؛ بلکہ یہ دین انسانی فطرت کے مطابق خالص اور حقیقی ہے، اصلی حالت میں اور بالکل درست صورت میں ہے؛ کیوں کہ دین اسلام نے شروع سے ہی اس کا مضبوط اور بھرپور انتظام کیا ہے، اس نے اپنے آغاز سے ہی اس کا اہتمام اور پابندی کی ہے کہ کہیں کوئی بات کچی نہ ثابت ہو اور کہیں کوئی حکم اور کوئی مسئلہ مشتبہ نہ ہونے پائے اور نہ کہیں کسی موقع پر کوئی خلط ملط ہو اور نہ کوئی غلط و بے بنیاد اور خلاف فطرت بات آگے بڑھ سکے۔

اسلام کیا ہے؟

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اسلام میں بنیادی طور پر اللہ رب العزت کی ذات اور اس کا کلام ہے اور دوسرے نمبر پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور آپ کی ہدایات اور

احادیث واقوال ہیں؛ اسلام کی ساری باتیں انہیں دو راستوں اور انہیں دو ذریعوں سے انسانوں کے پاس پہنچی ہیں اور اسلام کا سارا خلاصہ اللہ ورسول اللہ کی ذات اوران کی باتیں ہیں ، اب اگرکوئی اسلام کی تعلیمات میں کمی بیشی کرنا چاہے گا تو اللہ ورسول کی باتوں اور ان کے احکام وتعلیمات میں ہی کرے گا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے غیبی اور تکوینی نظام کے ذریعے اپنے کلام (قرآن پاک) کو ہرطرح کی کمی بیشی اورتحریف وتبدیلی سے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر کے اعلان کر دیا ہے: ''إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔'' (الحجر:9)

ترجمہ: ''یقیناً ہم نے ہی نصیحت (قرآن) اتاری ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی نگہبانی کرنے والے ہیں۔''

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ رقم فرماتے ہیں:

''جس شان اور ہیئت سے وہ اترا ہے بدون ایک شوشہ یا زیر، زبر کی تبدیلی کے چاردانگ عالم میں پہنچ کر رہے گا اور قیامت تک ہرطرح کی تحریف لفظی ومعنوی سے محفوظ ومصئون رکھا جائے گا، زمانہ کتنا ہی بدل جائے مگراس کے اصول واحکام نہ بدلیں گے۔'' (ایضاً:۳۴۸)

یہ حقیقت اور مشاہدہ ہے کہ قرآن کریم کی حفاظت کا یہ وعدہ جوں کا توں برقرار ہے، اس میں آج تک ایک حرف ، ایک نقطہ اور ایک زبر زیر کی تبدیلی نہیں ہوئی، بلکہ قرآن کریم جس طرح اتارا گیا تھا بالکل اسی طرح آج بھی ہمارے سامنے موجود ہے اوران شاء اللہ قیامت تک رہے گا، اس لیے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے خودفرمایا کہ:

''وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ'' (الانعام:۲۱)

ترجمہ: ''اوراس سے زیادہ ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر یا جھٹلا دے اس کی آیتوں کو۔''

یعنی جو بات اللہ تعالیٰ نے بیان ہی نہ کی ہو یا جو بات جیسی بیان کی ہو اس کے علاوہ بیان کرنا یا اس میں کوئی کمی زیادتی کرنا ظلم ہے، حددرجہ غلط اورسزا کے قابل عمل ہے، اس پرسخت پکڑ ہوگی۔

دوسرے نمبر پر وہ تعلیمات اور احکام ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ رب العزت سے حاصل کرکے دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں اوران کی روشنی میں انسانوں کو اوراپنے ماننے والوں کو ہدایات دی ہیں، جینے مرنے اوردین ودنیا کے طریقے سکھائے ہیں، اللہ تعالیٰ کا تعارف اوراس سے رابطہ کی شکلیں اورفائدے بیان کیے ہیں، چنانچہ اگر جائزہ لیا جائے تومعلوم ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں بھی کوئی شبہ یا تردد نہیں ہے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات ماننے اور قبول کرنے کے لیے ہے اورکوئی بات ایسی نہیں ہے جو درست اور واضح نہ ہو یا اس میں سچ وجھوٹ کی ملاوٹ ہو، یا بے بنیاد اور غیر معقول ہو، اورکیوں ہو جب کہ ان کی کہی بات درحقیقت اللہ تعالیٰ کی بات ہے، ارشاد ربانی ہے: ''مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝'' (سورۃ النجم)

ترجمہ: ''تمہارے ساتھی (محمد) نہ بھٹکے اور نہ بے راستہ چلے اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے، یہ بس وحی ہے جو (ان پر) بھیجی جاتی ہے۔''

اب اگرکوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں میں کچھ ملاوٹ کرتا ہے یا آپ کی جانب غلط باتوں کی نسبت کرتا ہے، یعنی ایسی باتیں بیان کرتا ہے جوآپ نے بیان ہی نہیں کی ، یا جس طرح اورجس معنی ومطلب کے ساتھ بات کہی ہے اس کے خلاف بیان کرتا ہے تو ایسا شخص سخت سزا کا مستحق ہے اوراس کو جہنم کی آگ میں جلنا ہوگا، ارشاد نبوی ہے:

''من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار۔'' (صحیح بخاری)

ترجمہ: ''جس نے عمداً مجھ پر جھوٹ بولا وہ آگ میں اپنا ٹھکانا بنائے۔''

وہ صحابہ کرام، بزرگان دین، سلف صالحین اورعلماء امت نے ہر دور میں دین کو خالص اور ہرقسم کی ملاوٹ اورخرد و برد سے محفوظ رکھا اوراس کی حفاظت کے لیے بڑی محنت کی ، بڑا مجاہدہ کیا، بڑی قربانیاں پیش کیں، زندگیاں کھپادیں، مال ودولت لٹادی، گھر بار چھوڑ دیا حتی کہ اپنی جانوں کا نذرانہ بھی خوشی خوشی پیش کر دیا اور ہر حال میں اللہ کے قرآن اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کومحفوظ اورصحیح سالم باقی رکھا، وہ اپنا سب نقصان اور سب گھاٹا برداشت کر سکتے تھے، لیکن دین میں کوئی بیشی اور دین میں کوئی نقصان انہیں برداشت نہیں تھا، اس کا نتیجہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا کلام ہرقسم کی ملاوٹ اورآمیزش سے ہمیشہ پاک اورصاف رہا ہے

اور ہر دور میں امت کا ایک بڑا طبقہ تواتر اور تسلسل کے ساتھ اس کو نقل کرتے اور محفوظ کرتے چلا آرہا ہے اور کسی لمحہ میں یہ خلا نہ ہوا، اسی طرح اللہ کے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں صحیح سند اور مستند راویوں کے ذریعے، امت کے قابل اعتماد لوگوں کے سینوں میں اور ان کی تحریروں اور زبانوں میں موجود و محفوظ چلی آرہی ہیں۔

اسلامی نظام:

اسلام نے جن باتوں کو بیان کیا ہے وہ بالکل ظاہر، کھلی ہوئی ہیں، ان میں کسی بات کو چھپانے یا غلط فہمی میں مبتلا کرنے، یا کسی موقع پر کچھ اور کہیں کچھ، یا امیر طاقتور کے لیے الگ اسلام، غریب و عاجز کے لیے دوسرے اسلام کا فارمولا نہیں ہے، نہ اس میں کسی کے ساتھ چاپلوسی اور تملق کی گنجائش ہے اور نہ کسی کے لیے اسلامی احکام کو بدلنے اور ان میں کسی کی رعایت کرنے کا سوال ہے؛ بلکہ فرما دیا گیا ہے: ''لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق۔'' (اخرجہ البغوی فی شرح السنہ: ۲۴۵۵)

جس کام سے خالق ناراض ہو وہاں مخلوق کی اطاعت نہیں ہوگی حتیٰ کہ حکم یہ ہے کہ اگر ماں باپ بھی اسلام کے خلاف ابھاریں تو والدین کی بات ہرگز قابل قبول نہ ہوگی، کیوں کہ اگر اس کی گنجائش ہوتی تو سب سے پہلے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان، اپنے گھر گھرانے کے لوگوں، خاص طور پر اپنے پیارے اور خیر خواہ چچا ابو طالب کے لیے اسلام کا نظام تبدیل کر دیتے اور گنجائش نکال کر ان کو بھی مسلمانوں کی فہرست میں شامل کر لیتے، اسی طرح صحابہ کرام بھی اپنے پیاروں کے لیے سفارش کرتے، اور اسلام میں شامل کرنے کے لیے حل ڈھونڈتے، پھر یہ سلسلہ چل پڑتا اور ہر دور میں لوگ اپنی ضرورت اور ماحول کے مطابق اسلام کو ڈھالنے کی کوشش کرتے، پھر امیر کا دین الگ ہوتا، غریب کا الگ، بادشاہ کے لیے اسلام کا دستور جدا ہوتا اور رعایا کے لیے علیحدہ حکم ہوتا، پھر یہ مذہب نہیں کھیل تماشہ بن جاتا نفس پرستوں اور زورمندوں کا تختہ مشق بن کر اپنی اصلی حالت سے کوسوں دور جا چکا ہوتا۔

ہم اگر تاریخ ہندوستان پر نگاہ ڈالیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ اس ملک کے پایہ تخت اور اقتدارِ اعلیٰ پر جلال الدین محمد اکبر (۱۵۴۲ء-۱۶۰۵ء) نام کا ایک بادشاہ بیٹھتا ہے اور دین اسلام کو بدل کر ''دینِ الٰہی'' لاتا اور نافذ کرتا ہے اور اپنی رعونت، جہالت اور حماقت کے ساتھ اسلام کو خالص رہنے نہیں دینا چاہتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ ایسا دین اور مذہب پیش کیا جائے کہ:

حج کعبہ بھی کیا اور گنگا کا اشنان بھی
خوش رہے رحمان بھی، راضی رہے شیطان بھی

مگر اس وقت کے مجدد اعظم، علماء زمانہ اور دین کے پاسبانوں اور اسلام کے محافظوں نے نہ صرف اس کی مخالفت کی؛ بلکہ اس مغل اعظم اور اکبر ہند کے منصوبے ہوا میں اڑا دیے اور اپنے عمل اور اسلامی للکار کے ساتھ یہ ثابت کر دیا کہ:

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

مختصر یہ کہ اسلام ایک خالص اور مبنی بر حقیقت مذہب ہے اور جو چیز خالص اور اصلی ہو وہ تھوڑی ہوتی ہے اور اس کی پہچان رکھنے والے بھی کم تعداد میں ہوتے ہیں؛ چنانچہ ہر زمانے میں غیروں کے مقابلے میں اسلام کے ماننے والے کم تعداد میں ہوں گے (سوائے قرب قیامت کے کہ اسلام ہر کچے پکے مکان میں داخل ہو کر رہے گا پھر یہ کہ تمام نقلی دکانیں چلانے والے اس کے مخالف اور دشمن ہوتے ہیں، کیوں کہ انہیں یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ اگر لوگوں کو ان کی حقیقت معلوم ہو جائے گی تو ان سے دور ہو جائیں گے اور اچھی باتوں اور اچھی چیزوں کو فوراً قبول کر لیں گے، اس لیے وہ پوری طاقت صرف کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ (اصلی چیز) نقلی ہے، اس میں کمی ہے، اس میں خامی ہے، وہ لوگوں کے لیے، معاشرے کے لیے نقصان دہ اور تکلیف دہ ہے، وہ انسان اور انسانیت کے خلاف ہے وغیرہ۔

مذکورہ عنوان کے ذریعے ان مسلمانوں کو بھی متوجہ کرنا مقصود ہے جو ملک کی موجودہ صورت حال میں (سیاسی یا سماجی مصلحت کے تحت) بڑی تیزی سے غیر اسلامی امور میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ان کو اس میں کسی قسم کی کوئی دقت نظر نہیں آتی ہے اور جہاں کوئی دقت نظر آتی ہے تو بجائے اس کے کہ اس موقع پر اسلامی احکام اور تعلیمات کو مضبوطی سے تھاما جائے اور اسلام کی طرف داری اور حمایت کی جائے فوراً لامذہب، مذہب بیزار اور سیکولر بن جاتے ہیں، یہ صورت حال سخت نقصان دہ ہے۔ (باقی صفحہ 14 پر)

فتنوں کے زمانہ میں

ایمان کی اہمیت

مولانا حفظ الرحمٰن دہلوی

اس کائنات میں اَن گنت نعمتیں ہیں، ان نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ایمان کی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان میری نعمتوں کا شکر ادا کرے اور ان کی حفاظت کرے اور ان نعمتوں کے تقاضوں کو صحیح طریقوں سے پورا کرتے ہوئے اس کا اظہار کرے۔ ایمان کا شکر یہ ہے کہ ایک مسلمان اس کی حفاظت کرے اور اسے اپنے ساتھ قبر تک لے جائے، گویا اپنے اور دوسروں کے ایمان کی حفاظت کرنا یہ اہم ترین فریضہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس حوالے سے قرآن کریم میں ایمان والوں کو حکم دیا ہے:

”یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔“ (آل عمران:201)

ترجمہ:”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو، جیسا ڈرنے کا حق ہے اور بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا۔“

اور ایمان کا اظہار یہ ہے کہ ایمانی تقاضوں کے مطابق زندگی بسر کی جائے، ایمانی صفات کے ساتھ زندگی گزارنے پر انسان کی دنیا و آخرت کی زندگی کی فلاح اور کام یابی کا دارومدار ہے اور جو دنیا میں نافرمانی والی زندگی گزارتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کی زندگی تنگ کر دیتا ہے اور آخرت میں بھی سخت پکڑ کا سامنا ہوگا۔ کافروں کے بارے میں آتا ہے کہ کافر جب آخرت میں اللہ کے عذاب میں گھرے ہوں گے اور مسلمانوں کو جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا دیکھیں گے تو بار بار یہ آرزو اور تمنا کریں گے کہ کاش! ہم بھی دنیا میں ایمان لے آتے، بلکہ یہ آرزو تو موت کے وقت سے ہی شروع ہو جائے گی، جب فرشتہ جان نکالنے کے لیے کھڑا ہوگا اور موت کے بعد کے حقائق آنکھوں کے سامنے آجائیں گے، اس وقت یہ آرزو کریں گے کہ کاش! ہم بھی ایمان والوں میں ہوتے اور آج موت کے بعد جس عذاب میں ہم مبتلا ہیں، اس سے محفوظ رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کافروں کی اس آرزو کو اس طرح بیان کیا ہے:

”رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ۔“ (الحجر:2)

ترجمہ:”کافر لوگ بار بار تمنا کریں گے کہ کیا خوب ہوتا اگر وہ (دنیا میں) مسلمان ہوتے۔“

اس آیت کے فوائد کے ضمن میں علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کافروں کی اس آرزو کے مواقع ذکر کیے ہیں:

ا:...دنیا و آخرت کا ہر وہ موقع جن میں کافروں کو نامرادی اور مسلمانوں کو کام یابی پیش آئے گی، کفار رو رو کر اپنے مسلمان ہونے کی تمنا اور نعمتِ اسلام سے محروم رہ جانے کی حسرت کریں گے۔

۲:...موت کے وقت جب عالم الغیب کا مشاہدہ ہوگا۔

۳:... جب بہت سے مسلمان اپنے گناہوں کے سبب دوزخ میں ہوں گے اور ایمان کی وجہ سے رحمتِ خداوندی کی بدولت جہنم سے چھٹکارہ حاصل کر کے جنت میں چلے جائیں گے۔

دنیا میں انسان اگر کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ کچھ مال دے کر اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرے، لیکن آخرت میں عذاب سے نجات کے لیے ایمان ضروری ہے، اس کے بغیر نہیں بچا جاسکتا، نہ کسی قسم کی رشوت چلے گی، بلکہ اگر فرض کریں وہاں کسی کے پاس مال ہو اور وہ درخواست کرے کہ میرے سے مال لے کر مجھے چھوڑ دیا جائے، تب بھی جان نہیں چھوٹے گی۔ ویسے تو ہر زمانے میں ایمان کی حفاظت ضروری رہی ہے، لیکن دورِ جدید میں جہاں ہر طرف مادیت کا ایک سیلاب ہے، ہر طرف

سے فتنوں کی یلغار ہے، گویا ہر دن کوئی نہ کوئی فتنہ جنم لے رہا ہے، اس دور میں نیکی کرنا مشکل ہے تو نیکی کی حفاظت اس سے زیادہ مشکل ہے، گویا قربِ قیامت ہے کہ انسان کی دلی کیفیت رات دن کے تغیر کے ساتھ تبدیل ہو رہی ہے، مادی دنیا کی حصول کی خاطر اپنے ایمان کو ختم کر رہا ہے، اس کو حدیث شریف میں یوں تعبیر کیا ہے:

’’بادروا بالأعمال فِتنًا كَقِطَعِ الليْلِ المظلم، يُصبحُ الرجلُ مؤمِنا ويُمْسِي كافِرا، ويُمسِي مُؤمِنا ويُصبِحُ كافِرا، يَبيعُ دِينَهُ بعَرَضٍ من الدُّنيا۔‘‘

(سنن الترمذی: ۴/۷۸۴)

ترجمہ: ’’اعمالِ صالحہ میں جلدی کرو، قبل اس کے کہ وہ فتنے ظاہر ہو جائیں جو تاریک رات کے ٹکڑوں کی مانند ہوں گے (اور ان فتنوں کا اثر یہ ہوگا کہ) آدمی صبح کو ایمان کی حالت میں اُٹھے گا اور شام کو کافر بن جائے گا، اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کفر کی حالت میں اُٹھے گا، نیز اپنے دین کو دنیا کی تھوڑی سی متاع کے عوض بیچ دے گا۔‘‘

گویا آج کے اس پُرفتن دور میں انسان اپنی سب سے قیمتی متاع جس پر آخرت کی کامیابی وفلاح موقوف ہے، دنیا کے چند ٹکوں کی خاطر ضائع کر رہا ہے۔ وہ دنیا جس کی ہر راحت و آسائش اور ہر تکلیف و مشقت کو فنا ہے اور موت کے وقت دنیا کی ہر چیز انسان کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے، دنیا کی نعمتوں کی آخرت کی بیش بہا نعمتوں کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں ہے، اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا ہے:

’’بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى۔‘‘ (الاعلیٰ: ۱۷)

ترجمہ: ’’تم دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو، حالاں کہ آخرت (دنیا سے) بدرجہا بہتر اور پائیدار ہے۔‘‘

آج جن فتنوں کا سامنا ہے، ان میں بہت سے تو دین کے نام پر اور اسلامی عنوانات اور شرعی اصطلاحات استعمال کر کے لوگوں کو گم راہ کر رہے ہیں، کوئی جدیدیت کے نام پر عقائد کو کھوکھلا اور اعمال کو بے وزن کر رہا ہے، کوئی اکابر و اسلاف سے بیزاری پیدا کر رہا ہے، کوئی قرآنی آیات کی من مانی تشریح کر کے لوگوں کے لیے گم راہی کے اسباب تیار کر رہا ہے، کوئی احادیث کے متفقہ مفاہیم کو بگاڑ کر یہ باور کرا رہا ہے کہ اکابرینِ اُمت نے قرآن و حدیث کی صحیح تفسیر و تشریح نہیں کی اور خود ساختہ مفہوم نکال کر قرآن وحدیث کی تصریحات کی مخالفت کر رہا ہے، کوئی نزولِ مسیح علیہ السلام کا انکار کر رہا ہے، کوئی مہدویت کا دعوے دار بن کر اُمت کو گم راہ کر رہا ہے، غرض ہر طرف سے فتنہ پرور لوگ مسلمانوں کا ایمان خراب کر رہے ہیں اور ایمان کا سودا کرنے پر تلے ہوئے ہیں، یہ اُمت جتنا دورِ نبوی سے دور ہو رہی ہے، اتنا ہی فتنوں کے قریب ہو رہی ہے۔ فتنوں کا ایک سیلاب ہے جو تھمنے کا نام نہیں لے رہا، ہر ایک کسی نہ کسی شکل میں ان فتنوں کا شکار ہو رہا ہے۔

ایک حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ’’فَإنِّي لَأرَى الْفِتَنَ تَقعُ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَوَقْعِ الْقَطْرِ (الْمطَرِ)۔‘‘ (صحیح البخاری)

ترجمہ: ’’میں دیکھ رہا ہوں کہ (عنقریب) تمہارے گھروں میں فتنے اس طرح برس رہے ہوں گے، جیسے بارش برستی ہے۔‘‘

فتنہ کسے کہتے ہیں؟

ہر طرح کی آزمائش کو فتنہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، مال و دولت کو بھی فتنہ کہا گیا ہے:

’’وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ۔‘‘

ترجمہ: ’’اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہے۔‘‘

گویا ہر وہ چیز جو انسان کو اپنے رب سے غافل کر دے فتنہ ہے، شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتنہ کی تعریف یہ کی ہے کہ:

’’باطل کو حق کی شکل میں پیش کیا جائے، یہاں تک کہ عام آدمی کو حق اور باطل کے درمیان امتیاز کرنا مشکل ہو جائے۔‘‘

(تحفہ قادیانیت، جلد:6، ص:310)

فتنے مختلف ہیں، اس میں سے ایک انسان کا اندرونی فتنہ ہے، جس کی وجہ سے دل میں خرابی کا ہونا اور عبادت میں حلاوت کا نہ ہونا، اسی طرح کچھ خارجی فتنے ہیں، مثلاً گھر میں، اولاد میں، معاشرے میں فتنوں کا پیدا ہو جانا۔ فتنوں کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں، جن کا ذکر محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے بصائر وعبر میں ایک جگہ کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

1۔عملی فتنے:

عملی فتنے یعنی گناہوں کی مختلف قسموں کا امت میں عام ہوجانا، جیسے: بے حیائی، شراب نوشی، سودخوری وغیرہ، جتنی ان برائیوں میں کثرت ہوگی، اتنا ہی نیکیوں میں کمی واقع ہوگی اوران برائیوں کے اثرات سارے ہی اعمالِ صالحہ پر پڑیں گے۔

2۔علمی فتنے:

علمی فتنے جو علوم وفنون کے راستے سے آتے ہیں اور ان کا اثر براہِ راست عقائد پر پڑتا ہے، ان فتنوں کے ذریعہ الحاد وتحریف اور تشکیک کو عام کیا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں ایک مسلمان اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

ہر چیز کی حفاظت کے لیے کچھ تدبیریں ہوتی ہیں، جس کے ذریعہ اس چیز کی حفاظت کی جاتی ہے، اسی طرح ایمان کی حفاظت کے لیے کچھ تدبیریں ہیں، جس کے ذریعے ہم اپنے ایمان کو بچاسکتے ہیں:

1۔انبیائے کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت کا مطالعہ:

انبیاء علیہم السلام کی دنیا میں بعثت کا مقصد ہی ایمان کی دعوت ہوتا ہے اور جس قدر آزمائش اس ایمان کی وجہ سے اُن پر آتی ہے، کسی اور پر نہیں آتی، اسی لیے انہیں ایمان کی سب سے زیادہ فکر ہوتی ہے، حالاں کہ ان کا ایمان پر خاتمہ یقینی ہوتا ہے، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ سے ایمان پر خاتمہ کی دعا کرتے ہیں، جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا فرمائی، جس کا ذکر سورۂ یوسف میں ہے:

”فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔“(یوسف:101)

ترجمہ:”اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! آپ میرے کارساز ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، مجھ کو پوری فرماں برداری کی حالت میں دنیا سے اُٹھا لیجیے اور مجھ کو خاص نیک بندوں میں شامل کر لیجیے۔“

جس چیز کی اہمیت جس قدر زیادہ ہوتی ہے، اس کی تاکید اسی حساب سے کی جاتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو ایمان کی فکر ہر چیز سے زیادہ تھی، اس لیے اپنی اولاد کو بھی اسی کی وصیت کرتے تھے کہ ایمان پر جمے رہنا اور اسی پر مرنا جیسے حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب علیہما السلام نے اپنی اولاد کو وصیت فرمائی تھی:

”وَوَصّٰی بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَیَعْقُوْبُ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔“(بقرہ:231)

ترجمہ:”اور اسی کا حکم کر گئے ہیں ابراہیم (علیہ السلام) اپنے بیٹوں کو اور (اسی طرح) یعقوب (علیہ السلام) بھی، میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے اس دین (اسلام) کو تمہارے لیے منتخب فرمایا ہے، سوتم بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا۔“

2۔اہلِ حق علماء اور صلحاء کی صحبت اور ان کی مجالس میں شرکت:

ایمان کی حفاظت اور اعمالِ صالحہ کی پابندی اور اخلاق کی درستگی کے لیے اللہ والوں کی صحبت ضروری ہے، کیوں کہ انسان کے اندر یہ خاصیت ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کے خیالات وحالات سے بہت جلد متاثر ہوتا ہے اور دوسروں کا اثر قبول کرتا ہے، اسی وجہ سے نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کی دینِ اسلام میں بہت تاکید آئی ہے، اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں ایمان والوں کو اس بات کا حکم دیا کہ سچوں کی صحبت اختیار کرو:

”یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔“(التوبۃ:911)

ترجمہ:”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ رہو۔“

نیک لوگوں کی صحبت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان ان کے احترام اور حیاء کی وجہ سے بہت سے گناہوں سے بچا رہتا ہے، بلکہ اہل اللہ کی صحبت‘ حفاظتِ ایمان کا بھی ذریعہ ہے، اس حوالے سے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”صحبتِ اولیاء اللہ میں ایک خاص بات قلب میں ایسی پیدا ہوجاتی ہے کہ جس سے خروج عن الاسلام کا احتمال نہیں رہتا، خواہ گناہ اور فسق و فجور سبھی کچھ اس سے وقوع میں آئیں، لیکن ایسا نہیں ہوتا کہ دائرہ اسلام سے خارج ہوجائے، مردودیت کی نوبت نہیں آتی، برخلاف اس کے ہزاروں برس کی عبادت میں بھی بذاتہ یہ اثر نہیں کہ وہ کسی مردودیت سے محفوظ رہے۔“(حسن العزیز بحوالہ فضائل ایمان)

عوام کے ساتھ اہلِ علم کے لیے بھی اہلِ حق علماء کی صحبت ضروری ہے، ان کی صحبت کے بغیر اہلِ علم کے اندر علم کی گہرائی، عمل کی پختگی، خداخوفی، فکرِ آخرت، اخلاقی بلندی اور شرعی ذمہ داریوں کا احساس پیدا نہیں ہوتا،

بلکہ فتنہ میں پڑنے کا شدید خطرہ رہتا ہے۔ آج کل کے بہت سے نام نہاد مفکرین اور اسلامی اسکالر جنہیں اعدائے اسلام اور گم راہ لوگوں کی شاگردی میں رہنا نصیب ہوا، جس کے نتیجہ میں وہ ان کی زبان بولتے ہیں اور ان کے ذہن سے سوچتے ہیں اور کے اندر اعدائے اسلام کی محبت بسی ہوئی ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کے اندر سے قبولِ حق کی توفیق سلب ہوگئی ہے، ان کا وجود امت کے لیے سراپا فتنہ بنا ہوا ہے۔

3۔اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت وفرماں برداری اور برائیوں سے بچنا:

ایمان کی حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ شریعت کی کامل پیروی کی جائے اور خلاف شرع امور سے اپنے آپ کو بچایا جائے، کیوں کہ نیکی اور برائی کا اثر انسان کے دل پر پڑتا ہے اور دل کی خرابی کا اثر سارے جسم پر ہوتا ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے:

”اَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ۔“

(صحیح بخاری)

ترجمہ:”خبردار! بلاشبہ بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، جب وہ ٹکڑا صالح رہتا ہے تو تمام بدن میں صالحیت رہتی ہے اور جب اس میں فساد پیدا ہوتا ہے تو پورے جسم کا نظام بگڑ جاتا ہے، خبردار! اور وہ ٹکڑا دل ہے۔“

جتنی نیک اعمال کی کثرت ہوگی ایمان میں اسی قدر مضبوطی ہوگی اور برائیاں جتنی زیادہ ہوں گی ایمان میں اسی حساب سے کم زوری ہوگی۔ آج ہم لوگ اچھی باتیں پڑھتے ہیں، سنتے ہیں، لیکن ہمارے دلوں پر ان کا اثر نہیں ہوتا، اس کی اصل وجہ گناہوں کی کثرت ہے۔

4۔تلاوتِ قرآن اور ذکر و اذکار اور دعاؤں کا اہتمام:

ایمان کی بقا اور فتنوں سے حفاظت کے لیے روزانہ قرآن کریم کی اور خصوصیت کے ساتھ جمعہ کے روز سورۃ الکہف کی تلاوت کا معمول اور صبح شام کے مسنون اذکار، موقع محل کی دعائیں اور ان دعاؤں کے مانگنے کا اہتمام کرنا چاہیے، جس میں ایمان ویقین کی حفاظت اور کفر وارتداد اور فتنوں سے پناہ مانگی گئی ہے، یہاں کچھ دعائیں ذکر کی جاتی ہیں:

۱۔”اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ إِيْمَانًا صَادِقًا وَيَقِيْنًا لَيْسَ بَعْدَهٗ كُفْرٌ۔“

”اے اللہ! مجھے ایسا سچا ایمان اور یقین عطا فرمایئے، جس کے بعد کفر (وارتداد) نہ ہو!“

۲۔”اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ“

ترجمہ:”اے اللہ! میں کفر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔“

۳۔”يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ، ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ۔“

ترجمہ:”اے دلوں کو اُلٹنے پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر جما دیجیے۔“

۴۔”رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔“

”اے رب! نہ پھیر ہمارے دلوں کو جب تو ہم کو ہدایت کر چکا اور عنایت کر ہم کو اپنے پاس سے رحمت، تو ہی ہے سب کچھ دینے والا۔“

۵۔”اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا، وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَه، وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا، وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَه۔“

”اے اللہ! حق بات کی طرف ہماری رہ نمائی فرما اور اس کی اتباع کرنے کی توفیق دے اور ہمیں باطل کو سمجھنے اور اس سے بچنے کی توفیق دے۔“

5۔فضائل وعقائد اور فتنوں کے متعلق کتابوں کا مطالعہ اور ان کی تعلیم:

دینِ اسلام میں عقائد کی بڑی اہمیت ہے اور آخرت کی نجات عقیدہ کی درستگی پر موقوف ہے، اس اہمیت کی وجہ سے نومولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کا حکم دیا گیا ہے، تا کہ ابتدا سے ہی بچہ کو عقیدۂ توحید ورسالت کی تلقین ہوجائے اور جب بچہ بولنا شروع کرے تو پہلی بات جو اُسے سکھائی جائے وہ عقیدۂ توحید پر مشتمل کلمہ ہو، جیسا کہ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کے متعلق یہ تعلیمات دی ہیں کہ:

”جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو ان کو ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ سکھاؤ“ جب اس کے اندر کچھ سمجھ بوجھ پیدا ہو تو اس کلمہ کا مطلب اور معنی سکھایا جائے، یہ کلمہ اسلام کے تمام عقائد کو شامل ہے، گویا جو شخص اس کلمہ کا اقرار کرتا ہے، اس کے لیے ہر اس بات پر دل وجان سے

ایمان لانا فرض ہوجاتا ہے، جو اللہ اور اس کے رسول نے بتلائی ہیں، آج کل بہت سے مسلمان اپنے بچوں کو دینی تعلیم اور اسلامی عقائد نہیں سکھاتے، بلکہ خود بھی ان سے ناواقف ہوتے ہیں، اس ناواقفیت کی وجہ سے بسا اوقات اسلامی عقائد کا انکار کر کے اسلام کے دائرہ سے نکل جاتے ہیں، اس لیے عقائد پر مشتمل کتابوں کا مطالعہ اور تعلیم ضروری ہے کہ اس سے عقائد کی درستگی رہتی ہے۔ فضائل کی کتابوں کی تعلیم ومطالعہ سے اچھے اعمال کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات اور نہ کرنے پر وعیدیں سامنے آتی ہیں، برے اعمال کا انجام، دنیا کی حقیقت، موت کے بعد کے مراحل، قبر اور آخرت، جنت، جہنم کے احوال سامنے آتے ہیں، جس کی وجہ سے نیک اعمال کرنے کا شوق اور برے اعمال سے بچنے کا داعیہ پیدا ہوتا ہے۔

فتنوں کے متعلق احادیث میں ”کتاب الفتن“ ایک مستقل عنوان ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں سے متعلق اپنی امت کی رہ نمائی کی ہے اور ان سے بچنے کے بارے میں ہدایات دی ہیں کہ ان سے کیسے بچا جائے؟ ان کے مطالعہ سے فتنوں سے آگاہی حاصل ہوتی ہے اور اس سے بچنے کے لیے جو تدابیر بتلائی گئی ہیں وہ بھی سامنے آجاتی ہیں، اس حوالے سے دو کتابوں کا ذکر فائدہ سے خالی نہ ہوگا:

۱۔ دورِ حاضر کے فتنے اور اُن کا علاج (محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ)

۲۔ حدیثِ نبوی اور دورِ حاضر کے فتنے (شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، تخریج وتشریح: مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان مفتاحی)

اس کے ساتھ آج کل جو گم راہ فرقے مسلمانوں کا ایمان خراب کررہے ہیں، اِلحاد اور تشکیک پیدا کررہے ہیں، ان کے بارے میں علماء نے جو کتابیں لکھی ہیں ان کو بھی سامنے رکھنا چاہیے۔

خلاصہ یہ ہے کہ گھروں میں اس طرح کی کتابوں کا مطالعہ اور تعلیم سے ایمان کی پختگی اور فتنوں سے حفاظت اور دین کی سمجھ اور اسلام کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

6۔ایمان کی حفاظت اور فتنوں سے بچنے کے متعلق:

بزرگوں کی نصیحتوں پر عمل کیا جائے۔

یہاں ایک نصیحت ذکر کی جاتی ہے زمانہ فتن کے متعلق، جو حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ محمد زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے کی تھی، جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے: ”وإني ارجو کم مراعاۃ قول جدکم: کُنْ فی الفتنۃِ کابنِ اللّبون؛ لا ضرعٌ فیُحلَب، ولا ظهرٌ فیرکَب۔“ (رسائل الإمام محمد زاہد الکوثری إلی العلامۃ محمد یوسف البنوری رحمہما اللہ تعالیٰ)

”مجھے اُمید ہے کہ آپ اپنے دادا (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے اس فرمان کو ملحوظ رکھیں گے: فتنے (کے زمانے) میں اس دوسالہ اونٹ کی مانند ہوجاؤ جو دودھ دے سکے نہ سواری کے قابل ہو۔“

یعنی ان فتنوں سے بچنے کی اس حد تک کوشش کیجیے کہ فتنہ پرور لوگ آپ کو کسی طرح استعمال نہ کرسکیں۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے اور ہر طرح کے فتنوں سے بچائے، آمین یا رب العالمین بجاہِ سید المرسلین!

❁❁..........❁❁

بقیہ:.... اسلام خالص مذہب ہے

دوسرے یہ کہ موجودہ صورت حال میں اور آنے والے وقت میں پوری دنیا میں اور خاص طور پر ہندوستان میں مسلمانوں کے لیے سب سے بڑا مسئلہ نئی نسل اور آنے والی نسل کے دین وایمان کی حفاظت اور بقا ہے، لہٰذا پہلے ہم خود شرح صدر اور پورے اطمینان ویقین کے ساتھ اسلامی احکام وتعلیمات کو قبول کریں اور ساتھ ہی نئی نسل کو بتائیں کہ اسلام کتنا سچا، خالص (Pure)، پختہ، صاف ستھرا، پاکیزہ، بھید بھاؤ سے پاک، انسانی فطرت کے مطابق اور انسانوں کے نفع اور بھلائی کا مذہب ہے اور اس پر چلنے میں دنیا وآخرت دونوں جہان میں کامیابی ہے، ورنہ ہر قسم کی پریشانی اور ذلت وخسارہ ہے۔ ❁❁

حضرت شیخ بنوریؒ کا مشرقی افریقا کا سفر

دوسری قسط

تحریر:.... حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ

یہاں کے حضرات نے دریافت کرنے پر بتلایا کہ یہ جو آپ دینی فضا دیکھ رہے ہیں یہ سب تبلیغی جماعت کی محنت وبرکات کا اثر ہے۔ الحمدللہ! کہ زمبیا کا سفر نہایت کامیاب رہا۔ لوساکا میں قیام کے دوران وہاں کے نوجوان حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ پر فریفتہ ہوگئے اور آپ کی ہر مجلس اور ہر خطاب میں حاضر ہوتے۔ جہاں ہمارا قیام تھا بعض تو وہاں رات کو ہی آجاتے اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تہجد کی نماز میں شریک ہوتے اور جس روز آپ وہاں سے روانہ ہورہے تھے ان سب نے لوساکا ایئرپورٹ پر آپ کو حزن وبکاء کے ساتھ رخصت کیا۔ ان ہی نوجوانوں میں ایک صاحب ابراہیم لمبات حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے چند روز پہلے کراچی آئے اور ملاقات کی۔ آپ نے بہت شفقت فرمائی۔ جب وہ رخصت ہونے لگے تو میں انہیں رخصت کرنے بڑے دروازے تک گیا۔ راستہ میں مجھے نہایت الحاح کے ساتھ کہتے ہیں کہ برائے کرم حضرت کو اس بات پر آمادہ کریں کہ ہمارے ہاں دوبارہ تشریف لائیں اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آپ کو وعظ کرنے کی بھی تکلیف نہیں دیں گے۔

۲۵ رشوال المکرم ۱۳۹۵ھ مطابق ۲ رنومبر ۱۹۷۵ء لوساکا سے نیروبی کے لئے روانہ ہوئے۔ تقریباً دو گھنٹے کی پرواز کے بعد نیروبی پہنچے۔ ایئرپورٹ پر آسانی سے ویزامل گیا۔ کسٹم میں ایک مسلمان آفیسر نے ہمیں دیکھا اور فوراً ہمارے پاس آگیا اور ہمیں فارغ کر دیا۔ اگرچہ ہمارے پاس سوائے استعمال کے کپڑوں اور کتابوں کے کچھ نہ تھا۔ لیکن کسٹم کا عملہ صندوق کھول کر وقت بہت ضائع کرتا ہے۔ ہماری انتظار میں ایک صاحب گاڑی لاکر باہر کھڑے انتظار کررہے تھے۔ ان کے ساتھ سیدھے ان کے گھر پہنچے۔

نیروبی میں واپسی پر پھر چند روز ٹھہرنا پڑا۔ کیونکہ اب ہمارا پروگرام یوگنڈا جانے کا تھا اور نیروبی میں یوگنڈا کا ویزا لینے میں دیر لگتی ہے۔ کیونکہ یہاں یوگنڈا کا سفارت خانہ نہیں ہے۔ اس لئے ویزا حاصل کرنے والے نیروبی کے پاسپورٹ آفس کو درخواست دیتے ہیں۔ یہ آفس ان کاغذات کو کمپالا بھیجتا ہے۔ وہاں یوگنڈا حکومت کی طرف سے جواب آنے پر ویزا ملتا ہے اور اس کارروائی میں کافی وقت لگ جاتا ہے۔ اس لئے ہم نے نیروبی سے اپنے ایک دوست مولانا عبدالخالق طارق کو فون کیا جو یوگنڈا کے شہر جنجا میں رہتے ہیں اور سعودی حکومت کی طرف سے وہاں کے ''المعھد الاسلامی'' کے مدیر ہیں اور تعلیمی فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ ان کو کہا کہ وہ ہمارے لئے ویزا حاصل کرکے ہمیں اطلاع دیں اور ایئرپورٹ پر آجائیں۔ چنانچہ وہ جنجا سے کمپالا آئے اور یوگنڈا کے مفتی شیخ یوسف سلیمان کے ذریعہ ویزا لیا اور ہمیں فون سے اطلاع دی کہ ویزامل گیا ہے۔ آپ جب چاہیں آسکتے ہیں۔

نیروبی میں اس بار بھی قیام کے دوران علماء اور دوسرے حضرات سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ایک روز صومالیوں کی جامع مسجد میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا عربی میں بیان ہوا۔ جس میں آپ نے اسلام اور اخوت اسلامیہ پر بیان فرمایا اور ساتھ ہی صومالی زبان میں ترجمہ ہوتا رہا۔ صومالی حضرات کی عادت ہے کہ عموماً مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت مسجد میں گزارتے ہیں اور اس میں درس وغیرہ کا سلسلہ رہتا ہے۔ حضرت کے بیان کے بعد دوستوں نے مجھ سے تقاضا کیا کہ میں ''فتنہ قادیانیت'' پر کچھ روشنی ڈالوں۔ چنانچہ عشاء کی اذان تک بیان ہوا اور صومالی زبان میں ترجمہ ہوتا رہا۔

نیروبی میں قیام کے دوران حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خط لکھا تھا جس کا متن حسب

ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نیروبی (کینیا)

برادر محترم ورفیق مکرم مولانا بھاجی صاحب، وفقکم اللہ للخیر تحیۃ وسلاماً واشواقاً۔

حاجی آدم سادات کے ذریعہ مرسلہ مکتوب موصول ہوا۔ حالات معلوم ہوئے۔ برادرم مولانا عبدالرزاق صاحب نے ایک مفصل مکتوب زمبیا، لوساکا سے لکھا تھا وہ ملا ہوگا۔ جدہ سے روانگی کے وقت کچھ معلوم نہ تھا کہ کہاں کہاں جانا ہوگا اور کس طرح کام کرنا ہوگا۔ اس لئے روانگی ایسے وقت ہوئی کہ نہ پورے ویزے لے سکے نہ باقاعدہ کسی کو مطلع کیا جاسکا۔ نیروبی پہنچ کر کچھ نقشہ کام کا سمجھ میں آ گیا کہ مؤثر اور صحیح صورت یہ ہے کہ ہر مرکزی مقام پر مقامی باشندوں کی ایک جماعت ”مجلس تحفظ ختم نبوت“ کے نام سے تشکیل دی جائے جو بسلسلہ قادیانیت مؤثر کام کر سکے اور تقریروں میں اسلام اور ختم نبوت کی اہمیت وحقیقت واضح کی جائے۔ چنانچہ اس انداز سے کام شروع کیا اور نشان منزل نظر آنے لگا۔ چونکہ جدہ سے ویزے نہیں لے سکے تھے۔ اس لئے تعویقات پیش آئیں اور تاخیر ہوتی گئی۔

بحمداللہ! جس رفاقت کی ضرورت تھی وہ میسر آئی...... حسن اتفاق سے افریقی ممالک میں ”جامعہ مدینہ“ کے مبعوثین بھی ملے، جن میں نام تو میرا بھی متعارف تھا۔ مگر مولانا عبدالرزاق صاحب سے ان کا ذاتی تعارف وتعلق نکلتا رہا جس کی وجہ سے بہت آسانیاں ہوگئیں۔ زمبیا سے واپسی پر یوگنڈا کا ویزا نہ ہونے کی وجہ سے تین، چار دن یہاں تاخیر ہوگئی۔ شاید کل روانگی ہوسکے گی۔ صحت تو میری اچھی ہے۔ بلکہ کراچی سے بہتر ہے۔ لیکن سفر کی ہمت نہیں تھی۔ اس لئے سفر کے اختصار کے متعلق سوچ رہا تھا۔ لیکن معلوم ہوا کہ نائیجیریا میں قادیانیوں کے بہت سے سکول، ہسپتال اور ادارے ہیں۔ نیز حکومت میں بھی ان کے لوگوں کو عہدے اور مناصب حاصل ہیں۔ وہاں جانے کی شدید ضرورت ہے۔ اس لئے مغربی افریقا کا ارادہ کرنا پڑا اور پھر ساتھ ہی مغربی افریقا کے بقیہ ممالک کا جوڑ بھی لگانا ہوگا۔ اس لئے سفر طویل ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ آسان فرمائیں۔ آمین! اگر حج کے ایام قریب آ گئے تو ہوسکتا ہے کہ حج کے بعد واپسی ہو۔

والسلام!

محمد یوسف بنوری

چہارشنبہ، یکم/ذیقعدہ ۱۳۹۵ھ،

۵/نومبر ۱۹۷۵ء

۲/ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ مطابق ۶/نومبر ۱۹۷۵ء صبح آٹھ بجے نیروبی سے روانہ ہوکر نو بجے یوگنڈا کے ایئرپورٹ ”انٹے بے“ پہنچے۔ ایئرپورٹ پر مولانا عبدالخالق طارق اپنے دوسرے دوستوں کے ساتھ انتظار میں تھے اور ویزا کی منظوری کا فارم ساتھ لائے تھے۔ الحمدللہ! کہ آسانی سے ویزا مل گیا اور کسٹم سے فارغ ہوگئے۔ ایئرپورٹ کمپالا سے ۲۵/میل دور ہے۔ یہاں سے روانہ ہوکر کمپالا پہنچے۔ کمپالا میں یوگنڈا کے مفتی شیخ یوسف سلیمان صاحب کے اصرار پر حضرت مولانا علیہ الرحمۃ نے ان کی مہمانی قبول فرمالی اور انہوں نے کمپالا کے بڑے ہوٹل کمپالا انٹرنیشنل میں ہمارے قیام کا انتظام کیا۔ مفتی شیخ یوسف سلیمان صاحب یوگنڈا کے مفتی اور وہاں کی ”مسلم سپریم کونسل“ کے جنرل سیکریٹری بھی ہیں۔ کونسل کا مرکزی آفس کمپالا میں ہے۔ ان کے دفتر میں ان سے ملاقات ہوئی۔ حضرت مولانا نے ان کو اور ان کی حکومت کو اپنی اور پاکستان کے مسلمانوں کی طرف سے مبارک باد پیش کی کہ انہوں نے اپنے ملک میں قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دے کر ان کی تبلیغ پر پابندی لگادی ہے۔ بعض دوستوں نے بیان کیا کہ اس موقع پر جب قادیانیوں کو یوگنڈا میں غیرمسلم قرار دیا گیا۔ ملک کے صدر جناب عیدی امین صاحب نے کہا کہ ہمارا دین وہ ہے جس کا مرکز مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہے۔ ہمیں وہ دین نہیں چاہئے جس کا مرکز اسرائیل اور لندن ہے۔

جمعہ کے روز مسلم سپریم کونسل کی جامع مسجد میں مسلمانوں کا بہت بڑا اجتماع تھا اور اس سال یوگنڈا سے جانے والے حجاج کرام سارے یہاں جمع تھے جو سفر کی تیاری کے سلسلہ میں سارے ملک سے آئے ہوئے تھے۔ مفتی صاحب نے حضرت مولانا سے خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ پڑھانے کی درخواست کی۔ حضرت مولانا چونکہ گھٹنوں کے درد کی وجہ سے منبر پر کھڑے ہونے سے معذور

تھے۔اس لئے طے پایا کہ آپ نماز جمعہ سے پہلے بیٹھ کر حجاج کرام کو نصیحت فرمائیں اور اس کے بعد خادم خطبہ جمعہ اور نماز پڑھائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ سارا پروگرام کمپالا ریڈیو سے نشر ہوتا رہا۔

کمپالا میں سعودیہ عربیہ کے سفیر جناب عبداللہ الحبابی سے بھی ملاقات ہوئی۔ وہ پاکستان میں رہ چکے ہیں اور مولانا کو اچھی طرح سے جانتے تھے۔ اپنے گھر پر، جو ایک پہاڑی پر واقع ہے اور وہاں سے کمپالا شہر کا منظر سامنے نظر آتا ہے۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے اعزاز میں پُرتکلف دعوت دی جس میں یوگنڈا کے مفتی صاحب کے علاوہ دوسری شخصیات کو بھی مدعو کیا۔ دینی موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔سفیر موصوف نہایت بااخلاق اور ظریف الطبع شخصیت کے مالک ہیں۔سفیر صاحب نے حج کے ویزے کے علاوہ سعودی حکومت کے نام حضرت مولانا اور خادم کے لئے خصوصی مکتوب بھی دے دیا۔

کمپالا میں ایک یونیورسٹی ہے جو ’’مکریرے یونیورسٹی‘‘ کے نام سے مشہور ہے اور افریقا کی قدیم ترین یونیورسٹی شمار ہوتی ہے۔اس یونیورسٹی میں پاکستان کے بھی ڈاکٹر حضرات، پروفیسر اور لیکچرار ہیں جو مختلف شعبوں میں تعلیم دے رہے ہیں۔بعض حضرات مولانا سے ملنے ہوٹل تشریف لائے۔ان کے دینی مزاج کو دیکھ کر حضرت بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔خصوصاً ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب اور ڈاکٹر محمد افضل چوہدری۔کمپالا کے یوگنڈا کے دوسرے شہر ’’جنجا‘‘ بھی جانا ہوا۔ یہ شہر کمپالا سے مشرق میں پچاس میل کے فاصلہ پر وکٹوریہ جھیل کے کنارے واقع ہے اور اسی مقام سے دریائے نیل کی ابتداء ہوتی ہے اور دریائے نیل پر یہاں ایک بند باندھا ہوا ہے جس سے بجلی پیدا ہوتی ہے اور پورے ملک کو سپلائی ہوتی ہے۔کمپالا سے جنجا تک پچاس میل کا فاصلہ سرسبز درختوں، چائے اور گنے کے کھیتوں سے آراستہ ہے۔ بارش کی کثرت سے درختوں کے پتوں کی سبزی غایت طراوٹ کی بناء پر سیاہ معلوم ہوتی ہے۔اس منظر کو دیکھتے ہی حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:’’مدھامتان‘‘ کے یہی معنی ہیں۔’’ای سوداوان من الری‘‘

آپ کو قدرتی مناظر بہت پسند تھے۔ لیکن ذہن فوراً عجائب قدرت کی طرف منتقل ہوجاتا اور زبان پر حمد وثناء کے الفاظ جاری ہو جاتے تھے۔ نیز سفر وحضر میں موقع محل کے اعتبار سے علمی نکتوں سے مستفید فرماتے رہتے تھے۔ جنجا میں مولانا عبدالخالق طارق کے علاوہ مولانا خالد نعمانی، مولانا عبدالسلام بھی موجود تھے جو سعودی حکومت کی جانب سے ’’العھد الاسلامی‘‘میں تدریس وغیرہ کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی چند پاکستانی حضرات جو مختلف شعبوں میں کام کرتے ہیں اور دینی مزاج کے حامل ہیں عصر کے بعد جمع ہو جاتے اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ ان کو وعظ ونصیحت فرماتے اور ان کے سامنے ایک نہایت عمدہ پروگرام پیش فرمایا تاکہ وہ اپنے کام کے ساتھ دین کا کام بھی مؤثر طریقے سے سرانجام دے سکیں۔

جنجا میں محترم آفاق احمد صاحب زیدی کے ہاں قیام تھا۔آفاق احمد صاحب پاکستانی ہیں اور یوگنڈا حکومت کے ملازم ہیں اور اچھے مسلمان ہیں۔ گورنمنٹ نے ان کو خدمت کے لئے دو نوجوان خدام دیئے ہوئے ہیں۔ دونوں عیسائی تھے۔لیکن دونوں موصوف کے اسلامی اخلاق اور حسن سلوک سے متاثر ہوکر مشرف باسلام ہوگئے۔ چنانچہ جب نماز کا وقت ہوجاتا ہے ان میں سے ایک اذان کہتا ہے اور پھر تینوں باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔اس منظر کو دیکھ کر مولانا بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ایک اچھے مسلمان کا وجود ہر جگہ باعث رحمت ہے۔ جنجا کے بعد مشرق کی جانب ۷۰ میل دور ایک شہر’’بوسیہ‘‘ بھی جانا ہوا۔ وہاں اس علاقے کے مسلمانوں کا سیرت کے عنوان سے بہت بڑا اجتماع تھا۔ اس اجتماع میں یوگنڈا کے مفتی اور دوسرے علماء بھی شریک ہوئے۔حضرت مولانا نے بھی اس اجتماع سے عربی میں خطاب فرمایا۔جس کا ترجمہ مقامی زبان میں ساتھ ساتھ ہوتا رہا۔ اس خطاب میں آپ نے ان کو نصیحت فرمائی کہ وہ اپنی زندگی میں اسلامی طریقوں کو اپنائیں اور سنت کے مطابق عمل کریں اور غیر شرعی رسم ورواج اور بدعات سے بچیں اور اخوت اسلامی کے دائرے میں رہ کر زندگی گزاریں اور اختلافات اور قبائلی تعصّبات سے دور رہیں۔ اس اجتماع کے بعد اسی روز شام کو واپس جنجا آ گئے۔ یہاں جنجا میں نماز

جمعہ کے بعد جامع مسجد میں آپ کا بیان ہوا جس کا موضوع ایمان وعمل صالح تھا اور ساتھ دو زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوتا رہا۔ کیونکہ یہاں سواحلی زبان کے علاوہ مقامی زبان بھی بولی جاتی ہے۔

مقام عبرت:

ایک روز جنجا والے دوست حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو جنجا شہر سے باہر چند میل کے فاصلہ پر ایک سیرگاہ میں لے گئے۔ یہاں پر چند اونچے اونچے ٹیلے ہیں جن پر شاہانہ ٹھاٹھ کے تین محل تعمیر ہیں اور تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر واقع ہیں۔ ان محلات کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے مغلیہ دور کے کسی بادشاہ نے اپنے ذوق وشوق کو پورا کیا ہو۔ خوبصورتی کے علاوہ ہر قسم کی راحت اور تفریح کا سامان بھی موجود ہے۔ محلات کے چاروں طرف میلوں تک پھل دار درخت، گنّے اور چائے کے کھیت پھیلے ہوئے ہیں۔ سامنے ایک اونچی پہاڑی ہے جو پھل دار اور سائے دار درختوں سے سجائی گئی ہے اور جس کی چوٹی تک سڑک جاتی ہے اور اوپر سے ''جنجا شہر'' وکٹوریہ جھیل اور ہرے بھرے کھیت میلوں تک نظر آتے ہیں۔ گویا دیکھنے والا مری کے کشمیر پوائنٹ، یا راولپنڈی پوائنٹ پر کھڑا ہے۔ فرق صرف بلندی کا ہے۔

مقام عبرت یہ ہے کہ یہ سب نقشہ ایک ''ہندو'' کا بنایا ہوا ہے جو مدوانی کے نام سے مشہور ہے اور جس کو زیادہ دیر ان محلات میں رہنا نصیب نہیں ہوا کہ اس کی اجل آ گئی اور اسی زمین کے ایک حصہ میں جلا کر خاکستر کر دیا گیا اور آخرت کی آگ سے پہلے دنیا کی آگ نے اس کو نیست ونابود کر دیا۔ ''خسر الدنیا والآخرة ذلک هو الخسران المبین۔''

اس کے بعد اس کے بیٹے آئے لیکن ان کو بھی ان محلات میں زیادہ دیر ٹھہرنے کا موقع نہ مل سکا اور صدر عیدی امین صاحب کی حکومت نے یورپین باشندوں کے ساتھ ان کو بھی ملک بدر کر دیا اور آج یہ سب محلات خالی اور بند پڑے ہیں جن میں پرندوں اور چند چوکیداروں کے سوا کوئی نظر نہیں آتا۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ یہ سب منظر آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور یہ آیت پاک پڑھ رہے تھے۔ ''کم ترکوا من جنات وعیون وزروع ومقام کریم ونعمة کانوا فیها فاکهین'' نہایت ہی عبرت آموز منظر ہے۔ لیکن کتنے لوگ ہیں کہ تماشائی بن کر گزر جاتے ہیں اور سبق حاصل نہیں کرتے۔

یوگنڈا کے بعد ہمارا پروگرام مغربی افریقا کے چند ممالک میں جانے کا تھا جس کا ذکر حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب نیروبی میں کیا گیا ہے اور اس کی ابتداء نائیجیریا سے ہونی تھی۔ لیکن نائیجیریا کا ویزا جلدی نہ ملنے کی بناء پر یہ سفر ملتوی کرنا پڑا۔ کیونکہ ویزے کے لئے چند ہفتے انتظار کرنا پڑتا اور پھر ان ممالک میں کافی وقت کی ضرورت تھی اور موجودہ مدت کافی نہ تھی۔ اس لئے طے پایا کہ یوگنڈا سے قاہرہ ہوتے ہوئے براستہ جدہ کراچی واپس ہوں۔

چنانچہ بروز اتوار ۱۲/ذیقعدہ ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۶/نومبر ۱۹۷۵ء رات کے بارہ بجے ''لفت منسا'' سے قاہرہ کے لئے سفر طے ہوا۔ عصر کے قریب جنجا سے روانہ ہوئے۔ مولانا عبدالخالق صاحب، محترم زیدی صاحب اور دوسرے حضرات دو گاڑیوں میں الوداع کہنے کے لئے ساتھ روانہ ہوئے اور حضرت مولانا کے روکنے کے باوجود انہوں نے ساتھ چلنے پر اصرار کیا۔ مغرب کے وقت کمپالا پہنچے۔ پاکستان کے ایک جج صاحب کے ہاں سامان رکھا اور مغرب کی نماز ادا کی۔ ان کے دینی مزاج سے مولانا کو بہت مسرت ہوئی۔ اس کے بعد سارا قافلہ سعودی سفارت خانہ کے سیکریٹری استاذ محمود کے ہاں پہنچا۔ یہ نہایت دیندار اور بااخلاق شخص ہیں۔ ان کے ہاں عشاء کا کھانا اور نماز عشاء ادا کی اور رات کے ساڑھے نو بجے پورا قافلہ ''انٹے بے'' ایئرپورٹ کی طرف روانہ ہوا۔ ایئرپورٹ پر کسٹم وغیرہ میں سفر کے سارے مراحل سے فارغ ہوکر ان حضرات کو حضرت مولانا نے شکریہ اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

رات کے ایک بجے جہاز روانہ ہوا اور ساڑھے چار گھنٹے کی پرواز کے بعد قاہرہ ایئرپورٹ پر پہنچا۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے استقبال کے لئے ''المجلس الاعلیٰ للشئون الاسلامیة'' کا نمائندہ ایئرپورٹ پر موجود تھا جس نے آپ کا استقبال کیا اور جلدی کسٹم سے فارغ ہوکر شہر پہنچے اور ہوٹل میں قیام کیا جس کا ایک کمرہ پہلے سے مجلس اعلیٰ کی طرف سے ریزرو کرایا ہوا تھا۔

(جاری ہے)

فرضیتِ حج

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا قاری سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ

۹:... سفرِ حج سفرِ آخرت کا نمونہ ہے،

جس وقت حاجی گھر سے چلتا ہے اور احباب و اقارب سے رخصت ہوتا ہے تو جنازے کا سماں نظر آتا ہے کہ ایک روز اس عالم سے سب عزیز و اقارب کو چھوڑ کر سفرِ آخرت کرنا ہوگا۔ جب احرام کا لباس پہنتا ہے تو کفن کا وقت یاد آتا ہے اور میقات حج گویا میقات قیامت کی نظیر ہے اور عرفات کے میدان میں ہزاروں آدمیوں کا اجتماع اور حرارت کی تمازت روز محشر کا نمونہ ہے۔ اسی طرح اور تمام افعال میں اگر غور کروگے تو سفر آخرت کا نمونہ نظر آئے گا۔

۱۰:... حج میں توحید اور اطاعتِ خالق وحدہ لاشریک لہ کا مظاہرہ ہے، کیوں کہ افعال حج سے مقصود اطاعت رب البیت ہے، نہ کہ در و دیوار اور میدان عرفات، جب ہم کو وہاں کی حاضری کا حکم کیا گیا تو ہم محض اظہار عبودیت اور کامل انقیاد (تابع داری) ظاہر کرنے کے لیے اپنے مالک و خالق کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوگئے۔ (حجۃ اللہ البالغۃ)

سفرِ حج کے آداب:

جب حج فرض ہو جائے تو تاخیر نہ کی جائے اور خدا پر بھروسہ کر کے سفر کا انتظام شروع کر دیا جائے اور جو آدابِ سفر ذکر کیے جاتے ہیں ان کا خیال رکھا جائے۔

۱:... نیت:

محض اللہ تعالیٰ کی خوش نودی اور ادائے فریضہ و تعمیل ارشاد کی نیت سے حج کرو، نام کے لیے یا سیر و سیاحت، تفریح و تبدیلِ آب و ہوا کے لیے سفر نہ ہو، بہت سے لوگ محض سیاحی اور حاجی کا لقب حاصل کرنے کے لیے سفر کرتے ہیں، حق تعالیٰ مسلمانوں کو اس بلا سے محفوظ رکھے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

۱:... ''إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔''

(رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ''اعمال کا ثواب صرف نیتوں پر موقوف ہے۔''

۲:... ''أَتٰى عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَحُجُّ أَغْنِيَاءُ النَّاسِ لِلنُّزَاهَةِ، وَأَوْسَاطُهُمْ لِلتِّجَارَةِ، وَفُقَرَاؤُهُمْ لِلْمَسْأَلَةِ، وَقُرَّاؤُهُمْ لِلسُّمْعَةِ وَالرِّيَاءِ۔''

(الدیلمی عن أنس ''کنز العمال'' 26:2)

ترجمہ: ''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے مال دار لوگ صرف سیر و سیاحت اور تفریح کے لیے حج کریں گے اور متوسط طبقہ کے لوگ تجارت کے لیے اور فقرا سوال کرنے کے لیے اور قرأ و علماء نام و نمود کے لیے۔''

بہتر یہ ہے کہ تجارت کی نیت بھی اس سفر میں نہ کی جائے۔

۲:... توبہ:

سفر شروع کرنے سے پہلے صدق دل سے توبہ کرو اور اگر کسی کا حق مالی یا بدنی ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس کو ادا کر دو یا معاف کراؤ۔ معاملات کی صفائی کرو، خطا و قصور کی معافی کراؤ۔ اگر اہل حقوق مر چکے ہوں تو ان کے ورثا کو ان کا مال دے دو اگر مال موجود ہو، اگر موجود نہ ہو تو اس کا معاوضہ ادا کرو۔ اگر صاحب حق یا اس کے وارثوں کا پتہ نہ چلے تو وہ مال صدقہ کر دو، لیکن صاحب مال کی طرف سے صدقہ کرو، خود اس سے ثواب کی امید نہ رکھو۔ عبادت میں جو کوتاہی اور قصور ہوا ہو اس کی قضا اور تلافی کرو اور آئندہ کے لیے پختہ ارادہ کرو کہ پھر ایسا نہ کروں گا۔

توبہ کا مستحب طریقہ:

توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ اول غسل کرو، اگر غسل نہ کر سکو تو وضو کرو اور دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے پڑھو، اس کے بعد درود شریف پڑھو، پھر استغفار کرو اور نہایت خضوع و خشوع سے دعا مانگو، جس قدر عاجزی، رونا گڑگڑانا ممکن ہو کمی نہ کرو اور اپنے گناہ قصور سے توبہ کرو

اور بار بار یہ دعا پڑھو: ”اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَتُوبُ إِلَیْکَ مِنْھَا، لا أَرْجِعُ إِلَیْھَا أَبَداً، اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ أَوْسَعُ مِنْ ذَنْبِيْ، وَرَحْمَتُکَ أَرْجٰی عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ۔“

ترجمہ: ”اے اللہ! میں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور اس کا پختہ اقرار کرتا ہوں کہ پھر گناہ کبھی نہ کروں گا، مجھ کو آپ کی رحمت پر زیادہ اعتماد ہے اپنے عمل کی بہ نسبت، تیری رحمت میرے گناہ سے بدرجہا وسیع ہے۔“

والدین وغیرہ کی اجازت:

والدین اگر زندہ ہوں تو ان سے سفر کی اجازت لینی چاہیے، اگر ان کو خدمت کی ضرورت ہے تو بلا ان کی اجازت کے جانا مکروہ ہے۔ اگر ان کو خدمت کی ضرورت نہیں تو بلا اجازت جانا مکروہ نہیں ہے، بشرطیکہ راستہ مامون ہو اور سلامتی غالب ہو۔ اگر راستہ مامون نہ ہو تو بلا ان کی اجازت کے جانا مکروہ ہے، گو ان کی خدمت کی حاجت نہ ہو۔ یہ سب تفصیل حج فرض میں ہے۔ اگر حج نفل کے لیے جانا ہے تو والدین کی اطاعت بہرصورت اولیٰ ہے، خواہ وہ خدمت کے محتاج ہوں یا نہ ہوں، راستہ مامون ہو یا نہ ہو۔ اگر لڑکا خوب صورت ہے اور بالغ ہو چکا ہے، مگر داڑھی نہیں نکلی اور سفر میں فتنہ کا اندیشہ ہے تو والدین اس کو داڑھی نکلنے تک روک سکتے ہیں اور دادا دادی، نانا نانی، ماں باپ کی عدم موجودگی میں ماں باپ کا حکم رکھتے ہیں۔

بیوی بچے اور وہ لوگ جن کا نفقہ شرعاً اس کے ذمہ واجب ہے، اگر ان کو واپسی تک نفقہ دے دیا ہے اور اس کی عدم موجودگی سے ان کی ہلاکت وغیرہ کا اندیشہ نہیں ہے تو ان کی اجازت کی ضرورت نہیں، ورنہ ان کی بلا اجازت بھی جانا مکروہ ہے۔ اسی طرح اگر کسی کا قرضہ فی الحال ادا کرنا ہے تو بلا اس کی اجازت کے جانا مکروہ ہے۔ ہاں! اگر کسی کو ضامن بنادیا ہے یا وہ اجازت دیتا ہے یا فی الحال قرضہ ادا کرنا ضروری نہیں ہے، کچھ مدت مقرر ہے اور مدت سے پیشتر واپس آ جائے گا تو بلا اجازت جانے میں مضائقہ نہیں۔

امانت ووصیت:

اگر امانت یا کسی کی مانگی ہوئی چیز پاس ہے تو اس کو واپس کرے اور سب ضروریات کے متعلق ایک وصیت نامہ لکھ دے۔ اگر کسی کا قرضہ چاہتا ہے یا اپنا قرضہ کسی پر ہے سب کو مفصل طریق سے لکھ دے اور کسی دین دار عادل شخص کو وصی (قائم مقام) بنادے۔

استخارہ اور مشورہ:

سفر سے پہلے کسی ہوشیار، تجربہ کار، دین دار شخص سے ضروریات سفر سے متعلق مشورہ کرے اور استخارہ بھی کرے، لیکن حج اگر فرض ہے تو نفس حج کے لیے استخارہ کی ضرورت نہیں، بلکہ راستہ، وقت، جہاز، وغیرہ دیگر امور کے لیے استخارہ کیا جائے۔ البتہ اگر حج نفل ہے تو نفس حج کے لیے بھی استخارہ کرے، قرآن شریف وغیرہ سے فال نہ لے۔

سفر حج کے مصارف:

جہاں تک ممکن ہو روپیہ حلال ہونا چاہیے۔ حرام مال سے حج قبول نہیں ہوتا، گو فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کا مال مشتبہ ہو تو کسی غیر مسلم سے بقدر ضرورت بلا سود قرض لے لو اور پھر اس مال مشتبہ سے اس کا قرضہ ادا کرو۔

رفیق سفر:

کوئی رفیق صالح تلاش کرو کہ جو تم کو ضرورت کے وقت کام آئے اور پریشانی کے وقت اعانت کرے اور ہمت بندھائے، اگر عالم باعمل مل جائے تو بہت اچھا ہے کہ ہر قسم کے مسائل بالخصوص احکام حج میں مدد ملے گی۔

رفیق اگر اجنبی ہو تو اچھا ہے، کیوں کہ سفر میں بسا اوقات کشیدگی ہو جاتی ہے اور قطع تعلق کی نوبت آ جاتی ہے۔ اگر رشتہ دار ہو گا تو اس سے قطع تعلقی میں صلہ رحمی کا قطع کرنا لازم آئے گا، جو سخت گناہ ہے، بخلاف اجنبی کے کہ اس سے سہولت سے علیحدگی ہو سکتی ہے۔

حج کے مسائل سیکھنا:

حج کرنے والے کے لیے وقت سے پیشتر مسائلِ حج کا سیکھنا واجب ہے، اس لیے جب ارادہ ہو جائے یا سفر شروع کرو تو اسی وقت سے مسائل معلوم کرو یا کسی معتبر عالم سے دریافت کرتے رہو یا کوئی معتبر کتاب ساتھ رکھو اور اس کو بار بار مطالعہ کرتے رہو اور جو بات سمجھ میں نہ آئے اس کو کسی عالم سے سمجھ لو۔ عام لوگوں کی تقلید مت کرو اور معمولی لکھے پڑھوں پر بھی بھروسہ مت رکھو، بلکہ جو معلّم لوگ مکہ مکرمہ کے حج کرانے والے ہوتے ہیں ان پر بھی اعتماد مت کرو، یہ لوگ اکثر ناواقف ہوتے ہیں اور اگر ان کو مسائل معلوم ہوتے بھی ہیں تو اہتمام نہیں کرتے، اس لیے تحقیقِ مسائل جہاں تک ممکن ہو کسی معتبر عالم سے کرو اور ایسے ہی کسی شخص کی رفاقت کی کوشش کرو۔

ابتدائے سفر:

سفر کی ابتداء شروع مہینہ میں جمعرات کو کی جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعرات کے روز حج کا سفر شروع کیا تھا اور اکثر آپ جمعرات ہی کو سفر کرتے تھے۔ اگر جمعرات کو نہ ہو سکے تو پیر کی صبح سے سفر شروع کیا جائے یا جمعہ کو نماز جمعہ کے بعد شروع کیا جائے، مگر اب سفر حج اپنے اختیار کا نہیں رہا، حکومت جب اور جس روز چاہے بھیج سکتی ہے۔

سواری کا جانور:

سواری قوی اور مضبوط تلاش کرو، سامان کرائے والے کو دکھلا دو۔ بلا اجازت زیادہ سامان رکھنا جائز نہیں۔ بعض فقہا نے لکھا ہے کہ پیدل سفر کرنے والے سے سوار ہو کر سفر کرنا افضل ہے، کیوں کہ جب پیدل چلے گا تو مشقت اور تکلیف کی وجہ سے پریشان ہوگا۔ اور اخلاق پر اس کا برا اثر پڑے گا، جس کی وجہ سے رفقاء سے لڑائی جھگڑا کرے گا۔ لیکن محض لطف اور تفریحِ طبع کے لیے سوار نہ ہونا چاہیے، ضرورت کا لحاظ اور نیت خیر ہونی چاہیے۔ گدھے پر حج کرنا مکروہ ہے، اونٹ پر افضل ہے، سعودی عرب میں اب اونٹ کا طریقہ ختم کر دیا گیا ہے۔

فضول خرچی اور کنجوسی:

حج کے سامان اور زادِ راہ میں کنجوسی مت کرو۔ جو روپیہ حج میں خرچ ہوتا ہے اس کا ثواب سات گنا یا اس سے بھی زیادہ ملتا ہے، ہاں! اگر روپیہ کم ہو تو احتیاط سے خرچ کرنا چاہیے فضول خرچی سے بچنا چاہیے، لیکن جو صاحب وسعت ہیں ان کو تنگ دستی نہ کرنی چاہیے، توشہ عمدہ لذیذ اور زیادہ ساتھ لو۔ زیادہ پیٹ بھر کر نہ کھاؤ، مختلف قسم کے کھانے بھی زیادہ نہ پکاؤ اور بناؤ سنگار بھی نہ کرو، اپنے توشہ میں کسی کو شریک نہ کرو، اس سے اکثر نزاع (جھگڑا) پیدا ہو جاتا ہے۔ اور مستحب بھی ہے کہ کسی کو شریک نہ کیا جائے، کیوں کہ اس میں تنگی ہو جاتی ہے۔ صدقہ خیرات بلا اجازتِ شرکا نہیں کر سکتا، لیکن اگر رفقاء با مروّت اور باہم مسامحت (چشم پوشی) کرنے والے ہوں تو شرکت کا مضائقہ نہیں۔ شرکت کی صورت میں مستحب یہ ہے کہ اپنے حق سے کم پر اکتفا کیا جائے۔

ایک دسترخوان پر مجتمع ہو کر کھانا جائز بلکہ مستحسن ہے۔ اگر ساتھیوں میں کسی کو زیادہ کھانا کھانا ناگوار ہو تو اپنے حصے سے زیادہ نہ کھائے۔ ہاں! اگر کسی کو ناگوار نہیں تو حصہ سے زیادہ کھانے کا مضائقہ نہیں، اسی طرح بہتر یہ ہے کہ سواری میں بھی کسی کی شرکت نہ ہو۔

چلتے وقت گھر سے نہایت خوش و خرم ہو کر نکلے، غمگین اور پژمردہ ہو کر نہ نکلے، گھر سے نکلنے سے پیشتر اور بعد میں کچھ صدقہ کرنا چاہیے اور گھر میں دو رکعت نفل پڑھے۔ اسی طرح محلہ کی مسجد میں بھی دو رکعت پڑھے، پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے اور سلام کے بعد آیۃ الکرسی اور لِاِیْلٰفِ پڑھے اور حق تعالیٰ سے سفر میں اعانت اور سہولت کی دعا مانگے۔

اگر کسی جگہ خوف یا وحشت ہو یا کوئی خطرہ ہو تو لِاِیْلٰفِ اور آیۃ الکرسی اور معوذتین تین مرتبہ پڑھو۔ راستہ میں حق تعالیٰ سے ڈرو اور کثرت سے ذکر اللہ اور تلاوت وغیرہ میں مشغول رہو اور والدین، اپنے اقارب، عامہ مسلمین کے لیے دعا کرو۔ مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے، بالخصوص حجاج کی۔

جب کسی جگہ منزل پر اترو یا کوچ کرو تو دو رکعت نفل پڑھو۔ رفقا اور خدام اور کرایہ دار سے سختی اور لڑائی جھگڑا مت کرو۔ اگر کوئی سائل سوال کرے یا کوئی بلا خرچ سفر کرنے والا کچھ مانگے تو اس کو برا بھلا مت کہو، اگر ہو سکے تو اس کی امداد کر دو، ورنہ بہترین طریق سے اس کو جواب دے دو اور اس کے لیے دعا کرو۔ راستہ میں نہایت وقار اور سکون سے رہنا چاہیے اور بیہودہ باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے، کیوں کہ بیہودہ باتیں ہر اعتبار سے مضر ہیں۔ تنہا سفر کرنا مکروہ ہے، اس لیے تنہا سفر نہ کرو، سب کے ساتھ چلو۔

قافلہ میں جو شخص ہوشیار، صائب الرائے، دین دار اور تجربہ کار اور بردبار ہو اس کو امیر بنا لینا چاہیے اور سب کو اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔

’’ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمی سفر میں ہوں تو ایک کو اپنا امیر بنا لیں۔‘‘ (رواہ ابوداؤد)

احکام شرعی کا ہر معاملہ میں اتباع ضروری سمجھو اور نہایت اہتمام سے ہر کام کو کرنے سے پہلے معلوم کر لو کہ جائز ہے یا نہیں۔ ساتھیوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آؤ۔ ان کی ہر کام میں اعانت کرو اور دوسرے لوگوں کی بھی جہاں تک ہو سکے خدا واسطے خدمت کرو، اس کا بڑا اجر ہے۔ ۞۞

تحریک ختم نبوت..... منزل بہ منزل

قسط:۱۶

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا اسلم قریشی آئی جی پنجاب نثار احمد چیمہ کے ہاں پہنچ گئے:

روزنامہ جنگ، نوائے وقت .... معروف مبلغ مولانا محمد اسلم قریشی جن کی پُراسرار گمشدگی کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تمام مکاتب فکر کی مجلس عمل قائم کی۔ جس کا صدر مولانا خواجہ خان محمد اور جنرل سیکریٹری بریلوی مکتب فکر کے نامور عالم دین مولانا مفتی مختار احمد نعیمی کو بنایا گیا۔ مجلس عمل نے ان کی بازیابی کے لئے پورے ملک میں تحریک چلائی۔ وہ ۱۳/جولائی ۱۹۸۸ء کو آئی جی پنجاب کے دفتر میں پیش ہو گئے اور انہوں نے ایک عجیب وغریب کہانی سنائی جس میں انہوں نے کہا کہ میں ۱۳/فروری ۱۹۸۳ء کو ''معراج کے'' جمعہ پڑھانے کے لئے گیا۔ سائیکل کسی دوست کے ہاں کھڑی کی اور سیالکوٹ سے لاہور اور لاہور سے سکھر اور وہاں سے بھٹ شاہ، شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کے مزار پر کچھ روز رہا پھر مزارات پر حاضری دیتا رہا اور گھریلو حالات سے دلبرداشتہ ہوکر بلوچستان اور پھر وہاں سے ایران چلا گیا اور ایران کی فوج میں داخل ہوکر عراق کے خلاف لڑتا رہا۔ یوں چار پانچ سال ملک سے باہر رہ کر واپس آ گیا۔ یہ وہ کہانی اور اس کا خلاصہ ہے جو انہوں نے آئی جی پنجاب نثار احمد چیمہ کی موجودگی میں پریس کانفرنس میں کیا جو جنگ، نوائے وقت، مشرق لاہور کے ۱۳/جولائی کے اخبارات میں شائع ہوئی۔ (جنگ، نوائے وقت، مشرق لاہور ۱۳/جولائی ۱۹۸۸ء)

اسلم قریشی کی پریس کانفرنس پر مذہبی راہنماؤں کا ردِعمل:

مجلس عمل کے مرکزی صدر اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا خواجہ خان محمد نے اسلم قریشی کی برآمدگی کو مضحکہ خیز قرار دیتے ہوئے کہا کہ موصوف کا یہ بیان انتظامیہ اور قادیانیوں کی سازش ہے۔ نیز انہوں نے کہا کہ آئی جی پنجاب نے کہا کہ محمد اسلم قریشی کی ایران کی موجودگی کا انہیں پہلے سے علم تھا؟ نیز آئی جی کا کہنا کہ اسلم قریشی رضا کارانہ ان کے روبرو پیش ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انتظامیہ کو قادیانیوں کی پشت پناہی چھوڑ دینی چاہئے بلکہ ان کے خلاف اسلام سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے سخت کارروائی کی جائے۔ اسلم قریشی کو آزاد کیا جائے۔

(روزنامہ جنگ لاہور، ۱۵/جولائی)

جماعت اسلامی کے اسسٹنٹ سیکریٹری حافظ محمد ادریس نے بازیابی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ آئی جی کے آفس میں پریس کانفرنس دیومالائی داستان معلوم ہوتی ہے۔ نیز انہوں نے کہا کہ اسلم قریشی کی برین واشنگ کی گئی ہے۔ (جنگ لاہور، ۱۵/جولائی ۱۹۸۸ء)

نوائے وقت کا ادارتی نوٹ:

یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ سوا پانچ سال کی گمشدگی کے بعد مولانا محمد اسلم قریشی ڈرامائی طور پر برآمد ہو گئے ہیں۔ پنجاب کے انسپکٹر جنرل پولیس نے ایک پریس کانفرنس کے ذریعہ انہیں عوام کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ پولیس کی موجودگی میں مولانا اسلم قریشی نے جو داستان بیان کی ہے۔ اگرچہ وہ دیومالائی داستان معلوم ہوتی ہے۔ اس کی متعدد کڑیاں آپس میں ملتی نظر نہیں آتیں۔ لیکن یہ بات بہرحال حقیقت ہے کہ مولانا کی برآمدگی کے بعد اب وہ ایجیٹیشن ختم ہو جائے گا، جو گزشتہ پانچ برس سے جاری تھا۔ اگر پولیس سنجیدگی سے کوشش کرتی تو اسلم قریشی کی اس سے بہت پہلے برآمدگی ہو سکتی تھی، جیسا کہ اس پریس کانفرنس میں بتلایا گیا ہے کہ وہ کافی عرصہ سندھ اور گوادر میں مقیم رہے اور جب وہ ایران چلے گئے تو وہاں سے خطوط لکھتے رہے۔ پولیس ان کی برآمدگی کا کریڈٹ اس صورت میں لے سکتی تھی۔ اگر وہ ان کی گمشدگی کے فوراً بعد برآمد کرتی۔ اب وہ خود ہی واپس آ گئے

ہیں۔ اس لئے ان کی برآمدگی کا کریڈٹ سب سے زیادہ خود انہیں کو جاتا ہے۔ پولیس کو چاہئے کہ ان کی طویل گمشدگی کے بارہ مفصل تحقیق کر کے تمام پوشیدہ گوشے بے نقاب کرے تاکہ عوام کو اس داستان پر یقین آ جائے۔ ساتھ ہی پولیس کا فرض ہے کہ وہ اسلم قریشی کے بعد مولانا اشرف ہاشمی کی برآمدگی کے لئے بھی کوشش کرے، جو انہیں کی طرح کئی برس سے گُم ہیں کم از کم پولیس ان کی گمشدگی کا معمہ تو حل کرسکتی ہے جو لوگوں کے لئے وجہ پریشانی بنی ہوئی ہے۔

(نوائے وقت لاہور، ۱۶؍جولائی ۱۹۸۸ء)

مولانا محمد اسلم قریشی کو ہمارے حوالے کیا جائے:

کوئٹہ (نمائندہ جنگ) مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے قائم مقام امیر حاجی شاہ محمد، مرکزی راہنما مولانا نذیر احمد تونسوی نے مطالبہ کیا کہ اسلم قریشی کو فوراً ان کی تحویل میں دیا جائے، نیز انہوں نے مطالبہ کیا کہ اسلم قریشی کی بازیابی کے اسکینڈل کی تحقیقات ہائیکورٹ کے جج سے کرائی جائیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلم قریشی کی بازیابی ڈرامے سے اہلِ اسلام کو شدید ذہنی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس سے قادیانیوں کو مظلوم اور بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ پنجاب پولیس نے اسلم قریشی کی برآمدگی کا ڈرامہ رچا کر علماء کے وقار کو مجروح کیا ہے اور انہیں ساڑھے پانچ سال تشدد کر کے انہیں ذہنی طور پر مفلوج کر دیا گیا ہے۔ اور ان کے عقائد و نظریات کے خلاف فرضی بیان حاصل کئے گئے۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب پولیس نے ۱۲؍جولائی کو فرضی پریس کانفرنس کرائی، جس میں پولیس کے اہلکار سادہ لباس میں ملبوس تھے اور اس ریہرسل کے بعد دوپہر کو پریس کانفرنس کرائی گئی۔ انہوں نے کہا کہ اسلم قریشی کو ۶؍جولائی کوئٹہ لایا گیا، چار روز کوئٹہ میں خصوصی سیل میں رکھنے کے بعد ۱۰؍جولائی کو بذریعہ طیارہ راولپنڈی پہنچایا گیا اور رات کو لاہور پہنچایا گیا، مگر آئی جی پنجاب پولیس کا دعویٰ ہے کہ مولانا خود پولیس کے روبرو پیش ہوئے۔ حکومت بلوچستان ۱۳؍جولائی کو ایک ہیڈ آؤٹ بھی جاری کرچکی ہے کہ پولیس پنجاب کا کوئی افسر پارٹی مولانا اسلم قریشی کی بازیابی بلوچستان نہیں آئی۔ انہوں نے الزام لگایا کہ اسلام آباد میں ان کی بازیابی کا ڈرامہ تیار کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ ایرانی سرحد کی چیک پوسٹ کے مطابق اسلم قریشی کا نام درج نہیں ہے۔ ان راہنماؤں نے کہا کہ مجلس نے زائدان، تفتان، گوادر اور ایرانی بلوچستان میں ازخود بھی تحقیق کی ہے۔

(روزنامہ جنگ لاہور، ۱۶؍جولائی ۱۹۸۸ء)

مولانا اسلم قریشی کی ڈرامائی برآمدگی کے خلاف ملک بھر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام، جماعت اسلامی، جمعیت علماء پاکستان، جمعیت طلبا اسلام، ختم نبوت یوتھ فورس سمیت تمام دینی جماعتوں کے راہنماؤں نے کہا کہ اگر موصوف آئے ہیں تو انہیں سب سے پہلے اپنی بوڑھی والدہ، بیوی، بچوں اور جماعت کے احباب کو ملنا چاہئے تھا نہ کہ پولیس۔

مولانا اسلم قریشی کی اچانک برآمدگی پولیس اور قادیانیوں کا ڈرامہ ہے:

لاہور (۱۸؍جولائی) پریس ریلیز.... مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے اسلم قریشی کی اچانک برآمدگی پولیس کی تحویل میں ان کی پریس کانفرنس کو قادیانیوں اور پولیس کا ڈرامہ قرار دیتے ہوئے آئی جی پنجاب پولیس کی شدید مذمت کی۔ ان کی فوری رہائی اور واقعہ کی ہائی کورٹ کے جج سے تحقیقات کا مطالبہ کیا۔ مرکزی مجلس عمل کا اجلاس مرکزی نائب صدر مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی کی صدارت میں دفتر ختم نبوت میں منعقد ہوا، جس میں تمام مکاتب فکر کے راہنماؤں اور دینی جماعتوں کے سرکردہ زعماء نے شرکت کی۔ اجلاس میں آئی جی پنجاب کی موجودگی میں پریس کانفرنس من گھڑت اور پولیس کے دباؤ کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے مسترد کردیا۔ اس سارے ڈرامے کے باوجود انہیں حراست میں رکھنا اور ان کے خلاف مقدمات کا اندراج اسی پالیسی کا حصہ ہے کہ انہیں مسلسل دباؤ میں رکھ کر پولیس کے تیار کردہ بیان پر مجبور کیا جارہا ہے، جب تک وہ پولیس کی حراست سے آزاد نہیں ہوتے۔ ان کے کسی بیان کا کوئی قانونی اور اخلاقی جواز نہیں۔ قرارداد میں کہا گیا کہ انہیں مسلسل تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور برین واشنگ کے مراحل سے گزارا گیا، جسم کے مختلف حصوں پر تشدد کے نشانات کے علاقہ ان کی ذہنی حالت بھی تسلی بخش نہیں۔ ۲۵؍جولائی کو ملک بھر میں جمعۃ المبارک کے خطبات میں علماء کرام اس کے خلاف احتجاج کریں گے۔

اجلاس میں جامعہ حزب الاحناف کے مولانا عبدالقیوم خان، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، چوہدری غلام جیلانی، مولانا زاہدالراشدی، علامہ علی غضنفر کراروی، مولانا سید امیر حسین گیلانی، مولانا سیّد رشید میاں، سید محبوب علی شمسی، جناب خاقان بابر ایڈوکیٹ، صہیب، اسلم قریشی ودیگر نے شرکت کی۔

(نوائے وقت لاہور، ۱۹/جولائی ۱۹۸۸ء)

اسلم قریشی کیس اوراس کا پس منظر:

سیالکوٹ (نامہ نگار) اسلم قریشی سی ڈی اے اسلام آباد میں الیکٹریشن تھے۔ ۱۹۷۰ء میں اس وقت کے صدر مملکت جنرل یحییٰ خان ایران کے دورہ پر جانے لگے تو انہوں نے ایم ایم احمد قادیانی کو قائم مقام بنایا، چنانچہ ایم ایم احمد جب پریذیڈنٹ ہاؤس میں جانے لگا تو اسلم قریشی نے اس پر حملہ کردیا۔ ایم ایم احمد مرنے سے بچ گیا۔ لیکن قصر صدارت میں پاکستان کی مقدس کرسی صدارت پر نہ جاسکا۔ اس کا کیس چلا کیس کی پیروی راجہ ظفرالحق نے کی۔ اسے سزا ہوئی۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی سفارش پر اس کی بقیہ سزا معاف کردی اور رہا ہوگئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کے مجذوب صفت امیر جناب منظور الٰہی ملک نے انہیں دفتر میں بطور ناظم رکھ لیا، اس دوران اس نے بولنا اور تقریر کرنا بھی سیکھ لیا۔ ۱۷/فروری ۱۹۸۳ء کو سیالکوٹ کے معروف قصبہ ’’معراج کے‘‘ میں جمعہ پر بیان کرنے کے لئے گھر سے نکلے اور دارالعلوم شہابیہ رنگ پورہ میں اپنی سائیکل کھڑی کی اور لاپتہ ہوگئے۔ ۲۳/فروری کو ملک منظور الٰہی کی درخواست پر گمشدگی کی رپورٹ درج کرادی گئی اوراس خدشہ کا اظہار کیا کہ انہیں قادیانیوں نے اغوا کرلیا ہے۔ ۱۷/فروری ۱۹۸۴ء کو گمشدگی کو ایک سال مکمل ہونے پر مرکزی جامع مسجد ڈونگا باغ سیالکوٹ میں احتجاجی جلسہ رکھا۔ گمشدگی کے فوراً بعد ان کی بازیابی کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت نے کیس اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ نیز تمام مکاتب فکر کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرکے مجلس عمل کی تشکیل ہوئی۔ مجلس کے مرکزی امیر خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صدر، بریلوی مکتب فکر کے مولانا مفتی مختار احمد نعیمی جنرل سیکریٹری، اہلحدیث مکتب فکر مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی نائب صدر، مولانا محمد ضیاء القاسمی سیکریٹری، مولانا محمد شریف جالندھری رابطہ سیکریٹری، مولانا زاہدالراشدی سیکریٹری اطلاعات بنائے گئے۔ مجلس عمل نے ان کی بازیابی کے لئے پورے ملک میں صدائے احتجاج بلند کی، سال مکمل ہونے پر جامع مسجد ڈونگا باغ جس کے خطیب مولانا مفتی مختار احمد نعیمی تھے، احتجاجی جلسہ رکھا گیا، جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے پنجاب بھر کا ہنگامی دورہ کیا۔ احتجاجی جلسہ سے علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا منظور احمد چنیوٹی، ملک محمد اکبر ساقی، مفتی مختار احمد نعیمی، مولانا تاج محمود، مولانا سید امیر حسین گیلانی نے خطاب کیا۔ راقم الحروف محمد اسماعیل شجاع آبادی نے بھی سیالکوٹ کی چھوٹی بڑی مساجد میں اپنے مبلغین کے ساتھ اعلان و بیان کئے۔ ۲۷/اپریل ۱۹۸۴ء کو ان کو بازیابی کے لئے حکومت کو آخری تاریخ دی گئی اوراسلام آباد میں احتجاجی مظاہرے کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ ۲۲/اپریل سیالکوٹ مجلس عمل کے رابطہ سیکریٹری مولانا نعیم آسی (جو ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں شہید ہوگئے) انہیں گرفتار کرلیا گیا۔ اس مظاہرہ کے نتیجہ میں صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے ذریعہ قادیانیوں کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کردی۔ فروری ۱۹۸۵ء کو سابق وزیراعظم جناب محمد خان جونیجو نے مجلس عمل کے وفد سے ملاقات کے نتیجہ میں پانچ نکاتی ایجنڈا کی منظوری دی۔ جس کے نتیجہ میں گوجرانوالہ ڈویژن کے ڈی آئی جی پولیس چوہدری محمد امین کی سربراہی میں ایک نئی تفتیشی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس کے باوجود بازیابی کا مسئلہ اٹکا رہا۔ اسلم قریشی کی چار بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ جنرل محمد ضیاء الحق کے سیالکوٹ کے دورہ کے موقع پر ختم نبوت یوتھ فورس نے احتجاجی مظاہرہ کا پروگرام بنایا، لیکن پولیس نے جناب منظور الٰہی ملک اور مولانا نعیم آسی کو گرفتار کرلیا۔

(نوائے وقت لاہور، ۱۵/جولائی ۱۹۸۸ء)

مولانا محمد اسلم قریشی کی برآمدگی پر پولیس نے جو کہانی اخبار نویسوں کو سنائی وہ پریس کانفرنس اسلم قریشی کی نہیں تھی، بلکہ آئی جی پنجاب نثار احمد چیمہ کی تھی۔ جس میں وہ اس عرصہ اخبار نویسوں کے سامنے تصویر بن کر بیٹھے رہے۔ اس میں بتلایا کہ مولانا معراج کے نہیں گئے تھے، بلکہ سیالکوٹ سے لاہور، لاہور سے گوادر اور گوادر سے ایران، وہ ایران میں کسی

مسجد میں امامت کراتے رہے۔ کئی سال تک ایران کی فوج میں شامل ہوکر عراق کے خلاف ''جہاد'' کرتے رہے، کیونکہ ایران ''اسلام'' کی جنگ لڑ رہا تھا۔ بیٹے ''صہیب'' نے باپ ''اسلم قریشی'' سے بات کرنے کی کوشش کی، لیکن بیٹے کو کچھ پلے نہ پڑا۔ بھائی نے بات چیت کی کوشش کی تو کوئی جواب نہ ملا۔ بھائی نے کہا کہ میرا بھائی بات نہیں کرتا گم صم ہے۔ بہرحال یہ ڈرامہ پنجاب پولیس نے رچایا۔

مولانا مفتی احمد الرحمٰن کا بیان:

کراچی.... مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی نائب امیر مولانا مفتی احمد الرحمٰن نے کہا کہ گزشتہ روز یکا یک ریڈیو اور ٹی وی پر اسلم قریشی کے نام سے ایک شخص کی نمائش کی گئی اور انہی کی زبان سے ایک ایسی کہانی منسوب کی گئی جو خالصتاً قادیانی ذہن کی تخلیق ہے اور اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کی برین واشنگ کی گئی اور اس کے اعصاب معطل کئے گے اور اس کو ذہنی طور پر مفلوج کیا گیا اور اس کی زبان سے ایسی کہانی کہلوائی گئی جو قطعی غیر معقول اور بھونڈی اور فرضی کہانی ہے۔

(روزنامہ جنگ لاہور، ۱۴؍جولائی ۱۹۸۸ء)

مولانا زاہد الراشدی فرماتے ہیں:

گوجرانوالہ (اسٹاف رپورٹر) سیالکوٹ کے اسلم قریشی کی پانچ سالہ گمشدگی کے بعد ان کی اچانک برآمدگی اور آئی جی پنجاب کی موجودگی میں پریس کانفرنس نے جو نیا اور ڈرامائی رخ اختیار کرلیا ہے اور انہیں رہا کئے بغیر ان کے بارہ میں یکطرفہ پروپیگنڈا کی جو مہم شروع کر رکھی ہے۔ قادیانیوں کے ساتھ آئی جی پنجاب کے گٹھ جوڑ کے ذریعہ تیار کئے گئے اس ڈرامہ کی اصلیت کو بے نقاب کرنا ضروری ہے۔ آئی جی پنجاب نے ۱۲؍جولائی ۱۹۸۸ء کو ان کی طرف سے جو بیان دلوایا گیا ہے، اس میں کہا گیا کہ انہیں اغوا نہیں کیا گیا بلکہ وہ ۱۷؍فروری کو سیالکوٹ سے بس پر بیٹھ کر لاہور چلے گئے تھے، (اس دن بسوں کی ہڑتال تھی) اس کے بعد ملتان، سکھر، سہون شریف اور گوادر میں کچھ عرصہ قیام پذیر رہے۔ یہ ساری کہانی من گھڑت اور قادیانیوں کے جرم پر پردہ ڈالنے کی مذموم سازش ہے.... انہوں نے کہا کہ آئی جی پنجاب کو اگر اپنے اس بیانیہ پر اصرار ہے تو اسلم قریشی کی فوری رہائی لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے ذریعہ آزادانہ تحقیقات کرائی جائیں تاکہ اصل حقائق بے نقاب ہوسکیں۔ ان خیالات کا اظہار مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولانا زاہد الراشدی نے کیا، جس میں اور علماء کرام بھی موجود تھے۔

(روزنامہ تجارت گوجرانوالہ، ۲۰؍جولائی ۱۹۸۸ء)

قادیانی کا منہ کالا:

راولپنڈی.... ۲۵؍ اکتوبر (نمائندہ جسارت) سینٹرل ہسپتال کے وسیع وعریض میدان میں پیر ہوٹل اور عروسہ ہوٹل سے بدکاری کے الزام میں گرفتار کئے جانے والے ۲۷؍افراد کو کوڑے لگائے گئے، یہ میدان پیر ہوٹل کے بالکل سامنے ہے۔ اس میدان میں زیر تعمیر ایک عمارت کی چھت کو اسٹیج بنایا گیا۔ جہاں ٹکٹکی لگائی گئی۔ مارشل لا حکام، جیل حکام اور پولیس کے اعلیٰ افسران موجود تھے۔ تمام ملزموں کو کوڑے لگائے اور یہ کارروائی چار گھنٹے میں مکمل ہوئی۔ کارروائی شروع ہونے سے پہلے ہوٹل کے مالک پیر صلاح الدین قادیانی، ہوٹل کے منیجر، لڑکیاں سپلائی کرنے والے ملزم نذر محمد کو اسٹیج پر لایا گیا اور کہا گیا کہ چونکہ ان کی عمر زیادہ ہے۔ انہیں کوڑے تو نہیں لگائے جاسکتے لیکن انتظامیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ عوام کے سامنے ان کے منہ کالے کئے جائیں۔ چنانچہ ملزموں کے چہروں پر کالک ملی گئی اور انہیں پورے اسٹیج پر گھمایا گیا۔ ان مجرموں کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ غریب اور بے سہارا لڑکیوں کو سرپرستی کا لالچ دے کر پھنساتے اور انہیں ورغلا کر گناہ کی زندگی گزارنے پر مجبور کرتے۔ جب مارشل لاء حکام نے پیر ہوٹل پر چھاپا مارا تو ایک رات کی آمدنی کی طور پر پینتیس ہزار روپے ہوٹل کے کیش بک سے برآمد ہوئے۔ اسٹیج سے اعلان کیا گیا اور کہا گیا کہ پیر ہوٹل کا مالک پیر صلاح الدین اقلیتی فرقہ قادیانیت سے تعلق رکھتا ہے اور قادیانی سربراہ مرزا ناصر احمد کا عزیز ہے، چونکہ اس کی عمر ۶۴ سال ہے اور قانون کے مطابق ۴۵ سال سے زائد عمر کے آدمی کو کوڑوں کی سزا نہیں دی جاسکتی، لہٰذا فیصلہ کیا گیا کہ اس کا منہ کالا کیا جائے۔ پیر ہوٹل کے مالک صلاح الدین کے بیٹے محی الدین، مطاہر احمد کو اسٹیج پر لایا گیا اور اسے پندرہ کوڑے لگائے گئے، نیز اور مجرموں کو بھی کوڑے لگائے گئے۔

(روزنامہ جسارت راولپنڈی، ۲۶؍اکتوبر ۱۹۷۹ء)

(جاری ہے)

معاہدے پر پابند رہنے کا حکم

افادات:.... حضرت مولانا شیخ سلیم اللہ خان نور اللہ مرقدہ

سورۃ المائدہ:

مائدہ عربی زبان میں اس دسترخوان کو کہتے ہیں جس پر کھانا چُنا گیا ہو۔ اس سورت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے کا تذکرہ ہے۔ جس میں آپ علیہ السلام کے حواریوں نے اطمینان قلب کے طور گزارش کی تھی کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے کھانے سے چُنا دسترخوان نازل فرمادیں۔ اس معجزے کی مناسبت سے اس سورت کا نام المائدۃ ہے۔

اس سورت کا کچھ حصہ مکہ مکرمہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوا ہے۔ چوں کہ اہل علم کی اصطلاح میں ہجرت کے بعد نازل ہونے والی آیات مدنی کہلاتی ہیں۔ اس لیے اس کا کچھ حصہ مکہ مکرمہ میں نازل ہونے کے باوجود یہ سورت مکمل مدنی کہلاتی ہے۔

سورتِ نساء کی طرح یہ سورت بھی زندگی کے مختلف معاملات پر فقہی راہ نمائی کرتی ہے۔ مثلاً اہل کتاب سے نکاح، وصیت، ذبیحہ، شکار، حالت احرام میں ممنوعہ امور پر دم، وضو، غسل، تیمم، قمار، جوا، ارتداد، شراب، چوری، ڈکیتی کی سزا، قسم اور اس کا کفارہ، جانوروں میں حلال وحرام کی تمیز، خودساختہ حلال وحرام کے معیار پر تنبیہ اور تردید جیسے اصولی مباحث کا احاطہ کرتی ہے، یہ سورت امت کی اجتماعی راہ نمائی کے لیے اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔

علاوہ ازیں عبرت ونصیحت کے لیے تین اہم واقعات بھی اس میں مذکور ہیں۔ بنی اسرائیل کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ناخوش گوار رویہ ہابیل وقابیل کا واقعہ دسترخوان کا آسمان سے اترنا۔

’’اے ایمان والو! پورا کرو عہدوں کو۔ حلال ہوئے تمہارے لیے چوپائے مویشی، سوائے ان کے جو تم کو آگے سنائے جاویں گے، مگر حلال نہ جانو شکار کو احرام کی حالت میں، اللہ حکم کرتا ہے جو چاہے۔ اے ایمان والو! حلال نہ سمجھو اللہ کی نشانیوں کو اور نہ ادب والے مہینہ کو اور نہ اس جانور کو جو نیاز کعبہ کی ہو اور نہ جن کے گلے میں پٹہ ڈال کر لے جاویں کعبہ کو اور نہ آنے والوں کو حرمت والے گھر کی طرف، جو ڈھونڈتے ہیں فضل اپنے رب کا اور اس کی خوشی اور جب احرام سے نکلو تو شکار کرلو اور باعث نہ ہو تم کو اس قوم کی دشمنی جو کہ تم کو روکتی تھی حرمت والی مسجد سے اس پر کہ زیادتی کرنے لگو اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر اور ڈرتے رہو اللہ سے، بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔‘‘ (المائدۃ: 1تا2)

معاہدے پر پابند رہنے کا حکم:

’’یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا أَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ‘‘ اس سورۃ کی ابتدا ہی عہد کی پاس داری کے حکم سے ہورہی ہے۔ عہد کی پاس داری انسان کی اجتماعی زندگی میں اطمینان اور سکون کا باعث ہوتی ہے، جس معاشرے میں یہ صفت مفقود ہوجائے وہ بے حیثیت ہوجاتا ہے۔ وہاں جان و مال اور عزت بے قدر ہوجاتی ہے۔ اس لیے عہد کی پاس داری کو انسانی صفات کا سب سے عمدہ جوہر کہا گیا ہے۔ یہ جوہر انبیاء علیہم السلام میں سب سے اعلیٰ درجے کا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے تذکرے میں اس صفت کو نمایاں کرکے بیان فرمایا: ’’إنہ کان صادق الوعد‘‘ (کہ وہ وعدے کے سچے تھے)۔ (مریم:54)

ایفائے عقد کسے کہتے ہیں؟

’’إیفاء‘‘ کسی چیز کو عمدہ طریقے سے مکمل کرنے کو کہتے ہیں۔ امام راغب الاصفہانی کہتے ہیں: ’’وعدے کو پورا کرنا سچائی اور عدل کی صفت ہے، وعدہ خلافی اور دھوکا دینا جھوٹ اور ظلم کی صفت ہے۔‘‘

(مفردات الفاظ القرآن: مادہ: وف ی)

مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ لکھتے ہیں:

''وفا عہد انسانیت کے مخصوص فرائض میں بہت بڑا فرض ہے، اس لیے جو شخص وفا سے خالی ہے، وہ درحقیقت شرف انسانیت سے محروم ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمان میں سے شمار کیا ہے اور لوگوں کی عملی زندگی کے لیے اس کو ''قوّام'' سربراہ ٹھہرایا ہے، کیوں کہ انسان ایسی ہستی کا نام ہے جس کے لیے باہمی تعاون لازم اور ضروری ہے۔ اور باہمی تعاون وعدے کی رعایت اور ایفائے عہد کے بغیر ناممکن ہے اور اگر ان کو درمیان سے نکال دیا جائے تو تعاون کے بجائے دلوں میں نفرت اور وحشت جاگزیں ہوجائے اور زندگی ہر قسم کی تباہ کاریوں سے دوچار ہونے لگے۔''

(اخلاق اور فلسفہ اخلاق، ص:519)

''عقد'' معاملہ کو کہتے ہیں۔ خواہ وہ کوئی بھی شرعی یا دنیاوی معاملہ ہو اور کسی بھی شکل میں ہو۔ معاہدے کی شکل میں، وعدے کی شکل میں، مصالحت کی شکل میں، لین دین کی شکل میں، عقود کا اطلاق ان تمام چیزوں پر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو ان تمام عقود و معاملات کو عمدہ طریقے سے پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔

1.. ایک عقد وہ ہوتا ہے جو اللہ اور بندے کے درمیان بھی ہوتا ہے۔ مثلاً توحید کا عقیدہ رکھنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا۔

2.. عقد دو بندوں کے درمیان بھی ہوتا ہے۔ مثلاً عقد نکاح، عقد بیع وشرا۔

3.. عقد ایک فرد اور گروہ کے درمیان بھی ہوتا ہے، جیسے عقد خلافت، عقد امارت۔

4.. عقد دو گروہوں اور دو ملکوں کے درمیان بھی ہوتا ہے، جیسے عقد صلح، عقد امن وغیرہ۔

آیت کریمہ میں بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان طے پاجانے والے تمام عہد و پیمان اور بندوں کے بندوں کے درمیان طے پاجانے والے تمام عقود، جو شریعت مطہرہ کے دائرہ جواز میں آتے ہوں ان سب کی تکمیل کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تکمیل کا حکم مختلف مقامات پر دیا ہے۔

1.. ''وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا۔'' (اسراء:34) (اور پورا کرو عہد کو، بے شک عہد کی پوچھ ہوگی)۔

2.. ''وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا۔'' (البقرہ:177) (اور پورا کرنے والے اپنے اقرار کو جب عہد کریں)۔

3.. ''يُوفُونَ بِالنَّذْرِ۔'' (الدھر:7) (اور پورا کرتے ہیں منّت کو)۔

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایفائے عقد کی پاس داری کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لا ایمانَ لِمن لا أمانةَ له، ولا دینَ لمن لّا عهدَ له۔'' (الترغیب والترہیب: 4/77، مسند احمد، رقم الحدیث:12567)

ترجمہ: ''جس میں امانت نہ ہو اس کا ایمان نہیں ہے، جس میں عہد کی پاس داری نہ ہو اس کا کوئی دین نہیں۔'' ۞۞

اجلاس علمائے کرام وکارکنانِ ختم نبوت (گلبرگ ٹاؤن)

۱۲/اپریل بروز اتوار بعد نمازِ عشا مدرسہ زکریا الخیریہ، متصل جامع مسجد فلاح نصیر آباد، ایف بی ایریا، بلاک: ۱۴ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گلبرگ ٹاؤن کی مساجد کے ائمہ، علمائے کرام اور عوام الناس کا اجلاس زیر سرپرستی حضرت مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی مدظلہ ہوا، جس میں سو سے زائد احباب نے شرکت کی۔ جامع مسجد فلاح کے امام وخطیب مولانا مفتی محمد عمیر باری، وفاق المدارس ضلع وسطی کراچی کے مسؤل مفتی سیّد اکرام الرحمٰن، جمعیت علمائے اسلام گلبرگ ٹاؤن کے امیر قاری عبدالحکیم انور اور جنرل سیکریٹری مولانا عبدالنعیم فاروقی اپنی کابینہ کے ساتھ شریک ہوئے۔ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ اور مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے بیانات فرمائے، جس میں انہوں نے رمضان المبارک میں مجلس کے ساتھ تعاون کرنے والے ائمہ مساجد و کارکنان کی حوصلہ افزائی کی۔ جب کہ مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی ونگران گلبرگ ٹاؤن مولانا محمد قاسم رفیع نصیر آبادی نے مجلس کی سہ سالہ رُکن سازی کا ٹاؤن میں آغاز کیا، الحمدللہ! تمام احباب نے اپنی اور اپنے متعلقین کی رُکنیت حاصل کی۔ اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں مولانا اعجاز عارف (ناظمِ مدرسہ) کی نگرانی میں اساتذہ وطلبہ وخدامِ مدرسہ نے بھرپور تعاون کیا، جب کہ مقامی کارکنان حافظ محمد یحییٰ خان، جناب محمد عمر خان، حافظ سہل سہیل، شجاع الدین، محمد سعید، عبدالرافع، سیّد محمد حسن، سیّد ولید احمد، عبدالمتین و دیگر کارکنان نے مفوضہ خدمات انجام دیں۔ اللہ تعالیٰ تمام ساتھیوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے، آمین!

REGD: SS. 160

مطبوعات ..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	رعایتی قیمت
1	محاسبہ قادیانیت: جلد نمبر 01 تا 36	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	14400
2	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	حضرت مولانا پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	600
3	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	500
4	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	600
5	مجموعہ کتب حیات الانبیاء علیہم السلام (17 جلدیں)	متعدد حضرات کے مجموعہ کتب ورسائل	7500
6	تحریک ختم نبوت (10 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	4500
7	مقدمہ مرزائیہ بہاولپور (3 جلدیں)	جج محمد اکبر خان صاحب	1000
8	قومی اسمبلی میں بحث پر مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1500
9	مجموعہ رسائل ردقادیانیت جلد اول	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	350
10	مجموعہ رسائل ردقادیانیت جلد دوم	رسائل اکابرین	350
11	فتاویٰ ختم نبوت (3 جلدیں)	حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ	1200
12	قادیانی شبہات اوران کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	600
13	خطبات شاہین ختم نبوت (دوجلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	700
14	اسلام اورقادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	حضرت مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	300
15	تذکرہ مجاہدین ختم نبوت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	350
16	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
17	فتنہ گوہر شاہی	مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ / مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب	200
18	قادیانیت کا تعاقب	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب / مولانا قاضی احسان احمد صاحب	250
19	سیدہ فاطمہؓ	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	250
20	تحفۂ قادیانیت (6 جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ	1800
21	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	300
22	مولانا ظفر علی خان اور فتنہ قادیانیت	جناب محمد متین خالد صاحب	400
23	قادیانیت (مطالعہ وجائزہ)	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	250
24	ایک ہفتہ شیخ الہند کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	250
25	ختم نبوت ڈائری 2026ء	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان	350
26	ختم نبوت کیلنڈر 2026ء	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان	150
27	خلفائے راشدین اوراہل بیتؓ کے باہمی تعلقات	علامہ زمخشریؒ / مولانا احتشام الحسن کاندہلویؒ	100
28	نشان منزل	محترمہ خنساء امین صاحبہ	200
29	ختم نبوت کورس	جناب مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	350

نوٹ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں۔